Digitized By Khilafat Library Rabwah
ماهنامہ
ربوہ
خالد
شہادت ۱۳۵۰ ہش
اپریل ۱۹۷۱ء
ایڈیٹر : سید عبدالحی شاہد

حضرت میاں فتح محمد صاحب
صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم
اِستبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔"
(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔"
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۷ | شہادت ۱۳۵۰ہش، اپریل ۱۹۷۱ء | شمارہ ۴

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ
سید عبدالحی

نائبین
نذیر احمد خادم
انعام الحق کوثر

فہرست

پبلشر :- محمد شفیق قیصر
مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

معارف القرآن

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ (الانشقاق آیت ۷)

"اے انسان تو اپنے رب کی طرف پورا زور لگا کر جانے والا ہے (اور) پھر اس سے ملنے والا ہے۔"
اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

"اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رستے کا ملنا معمولی بات نہیں ہوتی اس غرض کے لئے انسان کو اتنی محنت کرنی پڑتی ہے کہ اس کی ہڈیوں تک اثر پہنچ جاتا ہے یہی وہ نکتہ ہے جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ لقاءِ الٰہی سے محروم رہ جاتے ہیں ... روحانیت کامل ہوتی ہے اس غم کی وجہ سے جو عشق سے پیدا ہوتا ہے جس کے اثر سے انسان کی ہڈیاں تک گھل جاتی ہیں جب تک انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے متعلق یہ رغبت پیدا نہ ہو۔ یہ غم پیدا نہ ہو۔ یہ عشق اور محبت پیدا نہ ہو اُس وقت تک مُلَاقِيْهِ کا مقام اُسے میسّر نہیں آسکتا۔ باقی نماز پڑھ لینا یا روزے رکھ کر یہ سمجھ لینا کہ مَیں نے بڑی مشقت برداشت کر لی ہے ایسی باتیں نہیں ہیں جو کدح میں شامل ہوں .....

کدح اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان ایسا عمل کرے کہ یوں معلوم ہو اس کی صحت بگڑ جائے گی اس کی ہڈیاں گھُل جائیں گی ... تب اُسے کامیابی حاصل ہوتی ہے ... مَیں نے اپنی جماعت میں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو اسی غرض کے لئے قائم کیا ہے کہ وہ محنت کریں اور مشقت طلب کاموں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں۔ جب تک انسان اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے نہیں بچاتا اُسے خدا نہیں مل سکتا۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ جماعت میں مشقت طلب کاموں کی عادت پیدا ہو اور ہر فرد کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے ... جب تک ہر انسان اپنے آپ کو کام کرتے کرتے فنا نہیں کر دیتا اس وقت تک قومی طور پر خدا نظر نہیں آسکتا۔ انفرادی طور پر بیشک کدح کے بعد انسان کو لقاء الٰہی حاصل ہو جاتا ہے مگر قومی طور پر اُسی وقت لقاء الٰہی کی نعمت حاصل ہوتی ہے جب قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ۶ جزء چہارم صفحہ ۳۳۶)

تقرر: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ملک غلام نبی صاحب شاہد سابق مبلغ سیرالیون اور مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب شاہد کو علی الترتیب مجلس عاملہ مرکزیہ خدام الاحمدیہ میں مہتمم تحریک جدید اور مہتمم تربیت مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرر ان کے لئے مبارک فرمائے اور ان کو سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام

چھٹا آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ

(محمد اعظم اکسیر سیکرٹری چھٹا آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام گزشتہ کئی سالوں سے "آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ" ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ امسال اِس سلسلہ کا چھٹا ٹورنامنٹ ۱۲ سے ۱۴ اماں ۱۳۵۰ ہش کو منعقد ہوا جس کا افتتاح مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فرمایا۔ آپ ہی کے نام سے یہ ٹورنامنٹ منسوب ہے۔ دراصل آپ نے مختلف حیثیتوں سے اِس قومی کھیل کو ملک بھر میں مقبول اور ہر دلعزیز بنانے کی پوری کوشش کی ہے اور یہ ٹورنامنٹ بھی انہی کوششوں کا ثمرہ ہے۔

افتتاح سے قبل تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مہمانِ خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا حاضرین سے تعارف کرایا اور ٹورنامنٹ کے انعقاد کی غرض اور اس سلسلہ میں محترم مہمانِ خصوصی کی دلچسپی اور قابلِ قدر مساعی کا ذکر کرتے ہوئے افتتاح کی درخواست کی۔ افتتاح کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب گراؤنڈ میں تشریف لے گئے جہاں کلب سیکشن کی دو ٹیموں ربوہ اے اور واہ کینٹ کے کھلاڑیوں سے تعارف اور اجتماعی فوٹو ہوا۔ بعد ازاں ریفری کی وسل سے مقابلہ شروع ہوا جس میں ربوہ اے ۲۰ کے مقابل ۵۰ پوائنٹ حاصل کر کے جیت گئی۔

دوسرے دن چھ مقابلے ہوئے۔ کلب سیکشن میں

۱۔ پہلا مقابلہ ربوہ بی اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودہا
۲۔ دوسرا مقابلہ واہ کینٹ اور ریلوے بی (لاہور ڈویژن)
۳۔ تیسرا مقابلہ پاکستان ریلوے لاہور اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودہا اور
۴۔ چوتھا مقابلہ ربوہ اے اور ریلوے بی (لاہور ڈویژن) کے درمیان ہوا۔ ان مقابلوں میں بالترتیب مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودہا۔ ریلوے بی۔ پاکستان ریلوے لاہور اور ربوہ اے نے کامیابی حاصل کی اور ربوہ اے اور پاکستان ریلوے لاہور کلب سیکشن سے فائنل میں پہنچ گئیں۔

کلب سیکشن میں دو مقابلے ہوئے۔
۱- پہلا مقابلہ اسلامیہ کالج لائل پور اور میونسپل کالج وزیر آباد اور
۲- دوسرا مقابلہ میونسپل کالج وزیر آباد اور زمیندارہ کالج گجرات کے درمیان ہوا جن میں بالترتیب اسلامیہ کالج لائلپور اور زمیندارہ کالج گجرات کی ٹیمیں میچ جیت کر فائنل میں پہنچ گئیں۔

اس ٹورنامنٹ کے آخری روز فائنل مقابلے ہوئے جن کے بعد تقسیم اسناد و انعامات کا پروگرام تھا مہمانِ خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید تھے جن کے تشریف لانے پر اُن کا کھلاڑیوں سے تعارف ہوا اور پہلا مقابلہ کلب سیکشن میں ربوہ اے اور پاکستان ریلوے لاہور کے مابین ہوا۔ یہ مقابلہ نہایت دلچسپ اور سخت تھا۔ دونوں طرف سے کھلاڑیوں نے قوت و طاقت چستی و توانائی اور داؤ پیچ کے بل پر نہایت اعلیٰ اور دلچسپ کھیل کا شاندار مظاہرہ کر کے شائقین سے خوب داد وصول کی۔ آخر کار پاکستان ریلوے کی ٹیم نے ۲۹ کے مقابلے میں ۴۵ پوائنٹ حاصل کر کے پھر چیمپئن شپ کا اعزاز حاصل کیا۔

دوسرا مقابلہ کالج سیکشن میں اسلامیہ کالج لائلپور اور زمیندارہ کالج گجرات کے درمیان ہوا۔ یہ مقابلہ بھی شائقین کے لئے انتہائی دلچسپی کا موجب ہوا اور ہر ایک کھلاڑی نے اپنے فنکارانہ جوہر دکھائے۔ دونوں ٹیموں کا آخر تک خوب مقابلہ ہوا۔ بالآخر زمیندارہ کالج گجرات کی ٹیم نے ۱۴ کے مقابلہ میں ۴۳ پوائنٹ حاصل کر کے کالج سیکشن میں چیمپئن شپ کا اعزاز حاصل کیا۔

فائنل مقابلوں کے بعد تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مکرم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی صدر ٹورنامنٹ کمیٹی نے خطاب میں کہا:-

"کبڈی ہمارا قومی کھیل ہے۔ بعض دوسری تنظیموں کی طرح مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے اس قومی کھیل کو ہر دلعزیز بنانے کی یہ ایک معمولی سی کوشش ہے۔

امسال ہماری دعوت پر ملک کی نو مشہور ٹیموں نے ٹورنامنٹ میں حصہ لیا اور کلب اور کالج سیکشن میں کھیل کر پوری سپرٹ سے اپنے فن اور تعاون کا مظاہرہ کیا۔

مجموعی لحاظ سے امسال ٹورنامنٹ کے تمام مقابلے انتہائی دلچسپ اور فنکارانہ مہارت کے مظہر تھے جن کیلئے انتظامیہ تمام کوچ صاحبان۔ مینجر صاحبان اور ڈی۔ پی۔ ای صاحبان اور ریفری صاحبان اور سب کھلاڑیوں کی دلی طور پر شکر گزار ہے جن کے

بھرپور تعاون اور توجہ سے ٹورنامنٹ کا مقصد حاصل ہوا اور شائقین لطف اندوز ہوئے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ ساری ٹیمیں پہلے کی طرح آئندہ بھی اِس ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے میں تعاون کرتی رہیں گی۔

خداوند کریم ٹورنامنٹ کے لئے خلوص سے کام کرنے والے جملہ منتظمین اور معاونین کو جزائے خیر دے۔ آمین"

بعد ازاں آپ کی درخواست پر مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ٹیموں کو اجتماعی انعامات اور سندات دیں اور امتیاز حاصل کرنیوالے کھلاڑیوں میں انفرادی طور پر انعامات تقسیم فرمائے۔ اسکے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ چھٹا آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ اختتام پذیر ہوا۔

ریڈیو پاکستان لاہور کے پروگرام "جمہور دی آواز" میں خبر نشر ہوئی اور ملک کے معروف انگریزی و اُردو روزناموں نے ٹورنامنٹ کے مختلف حصوں کے فوٹو شائع کئے اور خبریں دیں جن کے حوالے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ پاکستان ٹائمز ۱۶ر مارچ ۱۹۷۱ء صٹ
۲۔ مساوات ۱۶ر مارچ ۱۹۷۱ء صٹ
۳۔ نوائے وقت ۱۶ر مارچ ۱۹۷۱ء صٹ
۴۔ آزاد ۱۷ر مارچ ۱۹۷۱ء صک
۵۔ امروز ۱۸ر مارچ ۱۹۷۱ء صک
۶۔ مشرق ۲۲ر مارچ ۱۹۷۱ء صٹ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسالی ٹورنامنٹ انتہائی کامیاب رہا۔ باہر سے تشریف لانے والے مہمانوں اور شائقین کا عام تأثر تھا کہ ٹورنامنٹ میں ایک آدھ مقابلہ تو اتنا دلچسپ اور سخت دیکھنے میں اکثر آتا ہے مگر اِس ٹورنامنٹ کی کامیابی کا یہ پہلو خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس کے تمام مقابلے بلاشبہ اعلیٰ فن کا اظہار اور شائقین کی توجہ کھینچنے والے دلچسپ ہونے کے علاوہ بہت سخت تھے۔

اِس ٹورنامنٹ کی مزید ترقی و کامیابی کے لئے ٹورنامنٹ کے دوران رات کو آٹھ بجے مینیجر صاحبان اور ڈی پی۔ ای صاحبان کی مشترکہ میٹنگیں ہوتی رہیں جن میں مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔

ٹورنامنٹ انتظامیہ میں مکرم پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی (صدر) مکرم حمید احمد صاحب خالد (نائب صدر) محمد اعظم اکسیر (سیکرٹری) مکرم عبدالرزاق صاحب و مکرم محمد احمد صاحب انور (منتظمین میدانِ عمل) مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب صابر (منتظم طعام) مکرم ملک محمد اعظم صاحب (منتظم رہائش) مکرم شیخ عبدالخالق صاحب (منتظم نظم و ضبط و پراپگنڈا) مکرم منیر الدین صاحب شمس (منتظم فروخت ٹکٹ) مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی (منتظم طبی امداد) مکرم صفی الرحمن صاحب خورشید (منتظم لاؤڈ سپیکر) مکرم محمد شفیق صاحب قیصر و عرفان احمد خان صاحب (منتظمین اشاعت) کے

(باقی ص۱۲ پر)

اجلاس قائدین اضلاع و علاقہ

بر موقع مجلس مشاورت ۱۳۵۰ھش ۱۹۷۱ء

مجلس مشاورت کے دوسرے دن مورخہ ۲۷ ؍امان (مارچ) کو دفتر مرکزیہ میں مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت میں قائدین اضلاع و علاقہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں قائدین اضلاع و علاقہ کے علاوہ مجالس لاہور، کراچی، لائل پور، سرگودھا، ملتان کے قائدین یا ان کے نمائندگان شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں مہتممین نے اپنے اپنے شعبہ کے متعلق ہدایات دیں۔ آخر میں محترم صدر صاحب نے ہر شعبہ کے متعلق اپنی قیمتی نصائح اور ہدایات سے نوازا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱ - قائدین اضلاع کو نگران حلقہ جات کے نظام کو زیادہ مؤثر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۲ - مرکزی تربیتی کلاس مئی ۱۹۷۱ء کے آخری ہفتہ میں ہوگی۔ قائدین اضلاع کوشش کریں کہ ان کے ضلع کی ہر مجلس کی اس کلاس میں نمائندگی ہو۔

۳ - مجالس میں خدام اور اطفال کو مرکزی امتحانات کی تیاری کروائی جائے۔

۴ - قائدین اضلاع اپنے اپنے ضلع میں مجالس کے گروپ بنا کر ان میں تربیتی کلاس کا اجراء کریں۔

۵ - قائدین خود یا نگران حلقہ جات کے ذریعہ ہر ماہ مجالس کے دَورے کر کے مجالس کو بیدار کرنے کی سعی کیا کریں۔

۶ - ہر مجلس میں "مشعلِ راہ" کا ہونا ضروری ہے اسلئے جن مجالس میں اب تک کتاب "مشعلِ راہ" نہیں پہنچی ان کو مرکز سے یا قائدین اضلاع سے حاصل کرنی چاہیئے۔ نیز جن مجالس میں "مشعلِ راہ" پہنچ چکی ہے وہاں اس کا درس باقاعدگی سے جاری کیا جائے۔

۷ - جن مجالس میں "مشعلِ راہ" موجود ہے وہاں اس کا درس دیا جائے تا خدام اس کے مندرجات سے آگاہ ہوں اور ان میں حقیقی رُوحِ خلافت پیدا ہو۔

۸ - سالِ رواں کے پانچ ماہ گزر چکے ہیں اور چھٹا شروع ہونے والا ہے اسلئے ہر

مجلس کو ماہ اپریل ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنے چندہ جات کا ۵۰٪ بجٹ پورا کرنا چاہیئے۔

۹۔ مجالس اپنا اپنا جائزہ لیں کہ نصف بجٹ اور اصل ادائیگی میں کیا فرق ہے اور اس فرق کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰۔ بعض مجالس ماہانہ کارگزاری کی رپورٹ مرکز میں بھجوانے میں سُستی سے کام لیتی ہیں۔ تمام مجالس ہر ماہ اپنی کارگزاری کی رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

۱۱۔ ہر ماہ ہر مجلس میں مجلس عاملہ اور خدام کا اجلاس عام ہونا ضروری ہے۔

۱۲۔ قائدین اور عہدیداران کم تعلق رکھنے والے یا نہ تعلق رکھنے والے خدام سے ذاتی رابطہ پیدا کر کے تنظیم سے ان کی وابستگی کو مضبوط کریں۔

۱۳۔ ہر مجلس وقارِ عمل کی رُوح کو زندہ کرے۔ ہر مجلس مثالی رنگ کے وقارِ عمل منائے۔ ہر دو ماہ میں کم از کم ایک وقارِ عمل کا ہفتہ منایا جائے۔

۱۴۔ جہاں جماعتیں موجود ہیں اور مجالس موجود نہیں۔ اگر وہاں خدام اور اطفال موجود ہوں تو قائدینِ اضلاع وہاں نئی مجالس کا قیام عمل میں لائیں۔

۱۵۔ کالجوں کے طالب علموں کی طرف خاص توجہ دینے کی ہدایت دی گئی اور نیز بتایا گیا کہ ان طالب علموں کے اندر یہ احساس بیدار کیا جائے کہ :۔

● جماعت، ملک اور قوم کی آئندہ ذمہ داریاں بہرحال ان پر پڑنی ہیں اسلئے طالب علموں کو جسمانی، ذہنی، علمی اور روحانی ہر لحاظ سے اپنے آپ کو ان ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لئے تیار کرنا چاہیئے اور جماعتی اور قومی ذمہ داریوں کو نبھانے کیلئے دینی علم کی بھی ویسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ دنیوی علوم کی۔

۱۶۔ ضلعی ہیڈ کوارٹرز اور بڑے شہروں میں خدام اور اطفال کے لئے جہاں تک ممکن ہو اجتماعی کھیل کا انتظام کیا جائے۔

۱۷۔ قائدین اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کریں کہ ہر خادم تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو اور اپنی حیثیت کے مطابق مالی قربانی دے۔

بشیر احمد شمس
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اعتذار :- خالد کے مارچ ۱۹۷۱ء میں محترم عبدالرؤف صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک کی تصویر شائع کی گئی تھی لیکن اسکے نیچے ان کا نام صحیح نہیں چھپا تھا ادارہ اس غفلت کیلئے معذرت خواہ ہے ⁎

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور شہر کی سالانہ تقریب

گزشتہ سال کی طرح امسال پھر مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور شہر کو سالانہ تقریب منعقد کرانے کی سعادت نصیب ہوئی جو مورخہ ۵ مارچ ۱۹۷۱ء بمطابق ۵ امان ۱۳۵۰ ہش کو منعقد ہوئی۔ یہ تقریب بعد نماز جمعہ مسجد فضل کے بالائی حصہ میں منعقد ہوئی جس میں مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مع مہتممین کرام کے ازراہِ شفقت شمولیت فرمائی۔

محترم صدر صاحب کی تشریف آوری:۔

مکرم و محترم صدر صاحب مرکزیہ مع اپنے رفقائے کار کے دن کے گیارہ بجے بذریعہ چناب ایکسپریس لائل پور تشریف لائے۔ اس کے بعد ان کو پیپلز کالونی لے جا کر میاں غلام احمد صاحب کے مکان پر کھانا پیش کیا گیا۔ اس دعوت میں مکرم محترم امیر صاحب، محترم نائب امیر صاحب۔ محترم مربی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ، قائد صاحب علاقہ ضلع اور دیگر بزرگان نے بھی شرکت فرمائی۔

استقبال:۔

۱½ بجے محترم صدر صاحب مسجد تشریف لائے۔ یہاں خدام اور اطفال نے نہایت منظم طریق سے دو رویہ کھڑے ہو کر اھلاً و سھلاً و مرحبا کے نعروں سے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔

روئداد:۔

نماز جمعہ کے بعد مسجد فضل کے بالائی حصہ میں تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نیز خدام کو محترم صدر صاحب کے فرمان کے مطابق بلاکوں میں تقسیم کر کے بٹھایا گیا تھا۔ چائے وغیرہ پیش کرنے کے بعد تقریب کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد محترم صدر صاحب کی قیادت میں خدام نے عہد دہرایا۔ اس کے بعد نظم، درس القرآن، درس الحدیث اور درس الحدیث اور "درس مشعل راہ" مہتممین کرام نے دیا۔ مکرم قائد صاحب مجلس نے گزشتہ سال کی مختصر رپورٹ پیش خدمت کی۔ رپورٹ کے بعد محترم امیر صاحب نے ازراہ شفقت

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

تثلیث اور توحید

"پاک تثلیث" برائے نام "مسیحیوں" کا بنیادی اصول ہے۔ یہ کتاب مقدس کی سچائی مانا گیا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسے مقدس مانتے ہیں۔ اس اصول کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خدا ہیں جو ایک خدا ہیں۔ یعنی "خدا باپ اور خدا بیٹا اور خدا رُوح القدس"۔ تینوں کی ذات اور قدرت اور ازلیت یکساں اور برابر ہے۔ کیتھلک انسائیکلوپیڈیا میں "پاک تثلیث" کے باب میں اس کی تشریح یوں کی گئی ہے "تثلیث ایک ایسا لفظ ہے جو مسیحی مذہب کے مرکزی اصول کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ .. .. خدا کی وحدت میں تین شخصیتیں ہیں یعنی باپ۔ بیٹا اور رُوح القدس۔ یہ تینوں شخصیتیں ایک دوسرے سے سراسر علیحدہ ہیں۔ پس اتھانیشین عقیدے کے مطابق باپ خدا ہے۔ بیٹا خدا ہے اور رُوح القدس خدا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہیں۔"

۲۔ ایسا عقیدہ اور اُسے سمجھانے کی کوشش بہت پریشان کرنے والی ہے۔ اور یہ کہہ کر ٹال دینا کہ یہ ایک "بھید" ہے تسلی بخش نہیں ہے۔ اگر کسی کو رسول کے یہ الفاظ یاد ہیں کہ "خدا ابتری کا بانی نہیں ہے"۔ (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۳) تو اسے یہ صاف معلوم ہو جائے گا کہ ایسا اصول خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ شاید کوئی یہ پُوچھے کہ اگر اس پریشان کرنے والے اصول کا بانی خدا نہیں تو پھر اور کون ہے؟

۳۔ تحقیقات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تثلیث کے اصول کا آغاز قدیمی اہلِ بابل اور اہلِ مصر کی اور دوسری قدیمی دیوتاؤں کی کہانیوں پر مبنی ہے۔ یہودی اور مسیحی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ قدیمی قومیں جِنّات کی عبادت کرتی تھیں اور اسی سبب سے خدا نے اپنی چُنی ہوئی قوم بنی اسرائیل کو آگاہ کیا تھا کہ وہ اُن کے ساتھ کوئی میل ملاپ نہ رکھیں۔ پس یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا اس اصول کا بانی نہ تھا۔ اس کے علاوہ دو اور دلچسپ تحقیقیں یہ ہیں (۱) افریقہ کے شہر کارتھیج میں دوسری صدی میں ٹرٹولیئن نام کا ایک مذہب پرست رہتا تھا۔ اُس نے لاطینی کی مذہبی کتابوں میں لفظ TRINITAS ٹرینی ٹس کا ذکر کیا تھا۔ لیکن الہامی

۱۔ "تثلیث" کے اصول کی تشریح کیسے کی گئی ہے؟

۲۔ وہ کونسی باتیں ہیں جو اس امر کو مشکوک ٹھہراتی ہیں کہ خدا اس اصول کا بانی ہے؟

صحیفوں میں لفظ "تثلیث" ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہُوا ہے۔ (۲) تھیافلس نام کا پادری بھی دوسری صدی میں رہتا تھا۔ اس نے پہلی بار تثلیث کے اصول کو یونانی کی مذہبی کتابوں میں شائع کیا تھا۔ چنانچہ چوتھی صدی میں یعنی ۳۲۵ء میں پادریوں کی کونسل ایشیا کوچک میں مینس کے مقام پر غیر مسیحی بادشاہ کانسٹنٹائن کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس میں انہوں نے اس اصول کو بحال کر دیا۔ اور یوں یہ مسیحیوں کی مذہبی جماعت کا اعلانیہ اصول بن گیا۔ اور اُس وقت سے پادریوں نے اس پیچیدہ اصول کی پابندی کی ہے۔ پس ظاہرہ طور سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تثلیث کے اصول کا موجد شیطان ہے۔

۴۔ ممکن ہے کوئی یہ پوچھے کہ پاک کلام نے اُن حوالوں کے بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے جو "تثلیث" کے معاون ہیں؟ کیا وہ اس اصول کو ثابت نہیں کرتے ہیں جسے پادریوں نے یہ کہہ کر سکھا رکھا ہے کہ یہ قدیمی بائبل کے تثلیث کے اصول سے مختلف ہے؟ ہر ایک ایماندار اور خدا ترس انسان اس کی سچائی کو جاننا چاہتا ہے۔ وہ یہ یقین کرتے کہ علمی واقفیت غلطی کے مقابلے میں ڈھال کا کام دیتی ہے۔ اور ایسی واقفیت حاصل کرنے کے لئے دلیل کے دونوں پہلوؤں پر کشادہ دلی سے غور کرنا ضروری ہے۔ پس آئیے اب ہم اُن حوالوں کی تحقیق کریں جو تثلیث کے اصول کی حمایت میں پیش کئے گئے ہیں۔

۵۔ پہلا حوالہ کنگ جیمس ورشن اور ڈوئے ورشن کے مطابق ا۔یوحنا ۵ : ۷ ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے "تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتے ہیں یعنی باپ۔ کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں" دوسرا حوالہ یوحنا ۱۰ : ۳۰ ہے۔ اس میں صرف یہ لکھا ہے "میں اور باپ ایک ہیں"۔ تیسرا حوالہ پولوس رسول کا وہ بیان ہے جو اس نے مسیح یسوع کے بارے میں ا۔تیمتھیس ۳ : ۱۶ میں دیا تھا "خدا جسم میں ظاہر ہوا"۔ اور چوتھا حوالہ یوحنا ۱ : ۱ ہے جسے عوام جانتے ہیں "ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا"

۶۔ جب پادریوں کے پیروکار اُن سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر یہ تین ہیں تو پھر یہ ایک کیسے ہو سکتے ہیں تو وہ عام طور پر یہ جواب دیتے ہیں "یہ ایک بھید ہے"

۳۔ "تثلیث" کا آغاز کہاں سے ہوا تھا۔ اور یہ مسیحیوں کے مذہب میں کیسے داخل ہو گئی؟

۴۔ اس کے ثبوت میں کونسا سوال اُٹھایا جاتا ہے؟ اور اس مضمون پر کشادہ دلی سے غور کرنا کیوں ضروری ہے؟

۵۔ "تثلیث کو ثابت کرنے کے لئے کون سے چار حوالے پیش کئے جاتے ہیں؟

۶۔ پادری لوگ اس اصول کو بحال رکھنے کی کوشش کیسے کرتے ہیں اور ایماندار لوگوں پر اس کوشش کا کیا اثر ہوتا ہے؟

چند ایک اس بھید کو سمجھانے کے لئے تکونوں، تین پتی والے گھاس یا ایک گردن پر تین سروں والی مورتوں سے کام لیتے ہیں۔ تاہم ایماندار لوگ جو سچے خدا کو جاننا اور اُس کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اُن کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ پیچیدہ اور وہمی اور تین سرے خدا کو پیار کریں اور اُس کی عبادت کریں۔ سوہی پادری جنہوں نے لوگوں کے دلوں میں ایسے وہم ڈالے ہوئے ہیں وہ یہ کہہ کر اپنے بیان کی تردید کرتے ہیں کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا تھا یقیناً کسی نے تین سروں والی انسانی مخلوق کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

۷۔ سچے مسیحیوں کا ایمان ہے کہ "خدا سچا ٹھہرے اور ہر آدمی جھوٹا"۔ ان کا مقرر قاعدہ یہ ہے کہ "خدا کا ہر سخن پاک ہے"۔ (رومیوں ۳: ۴، NW؛ امثال ۳۰: ۵) چونکہ یہاں پر دیئے ہوئے حوالے خدا کے پاک کلام بائیبل میں سے پیش کئے گئے ہیں لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم ہوشیاری سے اُن کی تحقیق کریں۔ اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے آئیے ہم ا یوحنا ۵: ۷ پر غور کریں: "تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتے ہیں یعنی باپ، کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں"۔

۸۔ پاک کلام میں اضافہ کرنے کی یہ ایک روشن مثال ہے حالانکہ ایسا اضافہ کرنا سخت ممنوع ہے۔ اس حوالے کی تشریح کرتے ہوئے یونانی عالم بنجیمن ولسن امفیٹک ڈائیگلاٹ میں یوں لکھتا ہے "یہ حوالہ جو آسمانی گواہوں کی بابت دیا ہوا ہے وہ پندرہویں صدی سے پہلے کے لکھے ہوئے کسی بھی یونانی صحیفے میں درج نہیں ہے۔ مذہبی کتابوں کے یونانی مصنفوں نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی قدیمی لاطینی فادروں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اگر انہوں نے ایسے مضمون لکھے ہوتے تو ضرور تھا کہ وہ اُن کے ثبوت بھی پیش کرتے۔ لہذا یہ صاف عیاں ہے کہ یہ حوالہ خود ساختہ ہے"۔ اس بیان کی سچائی اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ (ادھن کھلک ترجموں کے سوا جو لاطینی ورشنوں سے کئے گئے ہیں) یہ حوالہ جدید ترجموں میں نہیں پایا جاتا ہے۔

۹۔ ہمارا دوسرا حوالہ جو زیر غور ہے یوحنا ۱۰: ۳۰ ہے "میں اور باپ ایک ہیں"۔ اس حوالے کو جیسا کہ وہ ہے ویسا ہی پڑھنے سے کوئی بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہوگا کہ خدا اور یسوع ایک ہیں لیکن کس بات میں ایک ہیں؟ یہوواہ یہ صلاح دیتا ہے کہ دانائی حاصل کر اور اپنے تمام حاصلات کے

۷۔ سچے مسیحیوں کا ایمان کیا ہے اور کیوں ہے؟

۸۔ ا یوحنا ۵: ۷ کی بابت وہ دو حقیقتیں کونسی ہیں جن کی بنا پر اس حوالے پر اُور خیال آرائی کرنا ضروری نہیں۔

۹ و ۱۰ (الف) بائیبل پر غور کرنے کے لئے کس قاعدہ کو کام میں لانا چاہیئے؟ (ب) یسوع یوحنا ۱۰: ۳۰ کو کیسے سمجھاتا ہے اور رسول اس امر کو کیسے ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس بات کو سمجھ گیا تھا؟

ساتھ سمجھ بھی حاصل کر۔" (امثال ۴: ۷) ہمیشہ اسی قاعدہ کو استعمال کرنا چاہیئے اور موجودہ حالت میں بھی اسے مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ یوحنا ۱۰: ۳۰ میں جو یسوع کا مطلب تھا

وہ اسے خود اپنی اُس درخواست میں روشن کرتا ہے جو اُس نے اپنے مرنے سے پہلے کی رات اپنے باپ سے کی تھی "میں صرف انہیں کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے بھی کرتا ہوں جو ان کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی اے باپ جس طرح تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا تھا میں نے انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔" (یوحنا ۱۷: ۲۰-۲۲) یہاں یسوع اُن کے لئے درخواست کر رہا تھا جو اُس کے بدن یعنی مذہبی جماعت میں شریک ہوں گے۔ پولوس رسول اس خیال کی تائید ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۲ میں یوں کرتا ہے "جس طرح بدن ایک ہے اور اُس کے اعضاء بہت سے ہیں اور اُس ایک بدن کے سب اعضاء گو بہت سے ہیں باہم مل کر ایک ہی بدن ہیں اسی طرح مسیح بھی ہے۔" رسول اس حقیقت کو ایک مثال سے یوں روشن کرتا ہے "کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔" (افسیوں ۵: ۲۳) اب یہوواہ کو سب کا سر ٹھہراتے ہوئے رسول آگے جا کر یوں فرماتا ہے "ہر مرد کا سر مسیح ہے اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۳) سادہ سچائی یہ روشن کرتی ہے کہ جس طرح مسیح اور اس کے بدن کے اعضاء یعنی مذہبی جماعت کے شرکاء ایک ہیں اُسی طرح یہوواہ اور مسیح بھی ایک ہیں۔ وہ سب قول و قرار میں ارادوں اور تنظیم میں ہم خیال ہیں۔ اس کا اگر یہ بدلائل نتیجہ نہیں تو یسوع نے یہ ہرگز نہ کہا ہوتا کہ "میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔" اور پھر یہ کہ "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔" (یوحنا ۱۴: ۲۸، لوقا ۲۲: ۴۲) پس شمولیت یسوع سب قادر مطلق خدا جو بڑا سر یعنی سردار اعلیٰ ہے اس کی مکمل تابعداری میں ہیں۔

۱۱۔ مسیحی پاسبانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ قادرِ مطلق خدا نے اپنے آپ کو زمین پر مجسم کیا تھا اس کی حمایت میں وہ ۱۔تیمتھیس ۳: ۱۶ کو پیش کرتے ہیں جہاں یہ لکھا ہے "خدا جسم میں ظاہر ہوا" بینجمن ولسن کی امفیٹک ڈائیگلاٹ میں اس آیت کے لئے یہ نوٹ دیا ہوا ہے۔ تقریباً تمام دستاویزوں اور ورشنوں میں اس آیت میں "خدا" کی بجائے "وہ جو" دیا ہوا ہے۔ اسے سب نے قبول کیا ہوا ہے "کھلک ٹوسے ورشن میں اس آیت کو یوں دیا ہوا ہے۔ "اس میں کلام نہیں کہ دینداری کا بھید بڑا ہے جو کہ جسم میں ظاہر ہوئی۔" امریکن اسٹینڈرڈ ورشن میں ہم یوں پڑھتے ہیں "وہ جو جسم میں ظاہر ہوا۔" اور مفٹ بھی اس

حوالہ کو اسی طرح پیش کرتا ہے۔ اگر یہ جو مجسم ہوا تھا قادرِ مطلق خدا تھا جس کے لئے ایسا ہونا ضروری تھا۔ اگر تثلیث کا اصول سچا تھا تو پھر اس لحاظ سے یوحنا رسول کا یہ بیان غلط ہوگا کہ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے اُسے ظاہر کیا"۔ (یوحنا ۱: ۱۸) تاہم یہ بیان اس حقیقت کو روشن کرتا ہے کہ یسوع اور اُس کے باپ میں بہت ملاپ تھا اور یوں وہ اس قابل تھا کہ جسمانی حالت میں اپنے کلام اور چال چلن سے اُسے بنی نوع انسان پر ظاہر کرے۔ اسی واسطے یسوع نے یہ فرمایا تھا کہ "جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" (یوحنا ۱۴: ۹)

۱۲۔ داؤد روح القدس کی ہدایت سے آدم زاد کی بابت یوں فرماتا ہے کہ "وہ فرشتوں سے کچھ ہی کم بنایا گیا تھا"۔ عبرانیوں ۲: ۹ میں ہم یسوع کی بابت بالکل وہی بیان پاتے ہیں "لیکن ہم یسوع کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم بنایا گیا تاکہ وہ موت کا دُکھ اُٹھائے۔ اگر تثلیث کا اصول سچا ہے تو پھر خدا زمین پر فرشتوں سے کم تھا جو کہ اس کی عظمت کے خلاف تھا۔ اس پر بھی ہم یہ جانتے ہیں کہ یسوع اپنی کامل انسانی زندگی کو ہم مشابہ فدیہ میں دینے کے لئے زمین پر آیا تھا۔ لہٰذا فدیہ کھوئی ہوئی چیز کے برابر ہونا چاہیئے یعنی کامل انسانی زندگی جو آدم کو باغِ عدن میں حاصل تھی۔ چنانچہ ہم یسوع کی بابت یوں پڑھتے ہیں "اگرچہ وہ خدا کی صورت پر تھا لیکن اس نے خدا کے برابر ہونے کا کبھی خیال نہیں کیا تھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا"۔ (فلپیوں ۲: ۶-۸ ، NW) خدا کا انصاف اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ یسوع فدیہ کی حیثیت میں کامل انسان سے ذرا بھی بہتر ہو۔ پس وہ مجسم قادرِ مطلق خدا نہیں ہوسکتا۔

۱۳۔ آخری حوالہ جو تثلیث کی حمایت میں پیش کیا جاتا ہے اور جس پر ہمیں غور کرنا ہے وہ یوحنا ۱: ۱ آیت ہے۔ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا"۔ یہاں پر کسی بھی ظاہرا اختلاف بیانی کو دُور کرنے کے لئے ہمیں امفیٹک ڈائیگلاٹ کے لفظ بلفظ ترجمے کو دیکھنا چاہیئے۔ وہاں پر یوں لکھا ہے "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور خدا کلام تھا"۔ اس جملہ پر "کلام خدا کے ساتھ تھا" غور کریں۔ اس میں "خدا" کے پہلے حرفِ تعریف "The" دی

۱۱۔ کنگ جیمس ورشن کے مطابق ۱۔ تیمتھیس ۳: ۱۶ کیوں نہیں ثابت کرتا کہ قادرِ مطلق خدا جسم میں ظاہر ہوا تھا۔

۱۲۔ جب یسوع زمین پر تھا تو وہ خدا کیوں نہیں ہوسکتا تھا؟

۱۳۔ گرامر کی رُو سے یوحنا ۱: ۱ کا بیان یہ کیسے ظاہر کرتا ہے کہ اس میں دو علیحدہ شخصوں کا ذکر ہوا ہے؟

دیا ہوا ہے جبکہ اس کے بعد کے جملہ میں "اور خدا کلام تھا" آپ دیکھیں گے کہ "خدا" کے پہلے حرفِ تنکیر "A-اے" دیا ہوا ہے۔ یہ فرق ثابت کرتا ہے کہ دو شخصوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ایک ساتھ رہتے ہیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ دو شخص ایک شخصیت ہیں اور ایک خدا ہیں۔ لہٰذا نیو ورلڈ ٹرانسلیشن یوحنا ۱:۱ کو یوں پیش کرنے میں درست ہے کہ "شروع میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہ شروع میں خدا کے پاس تھا"۔

۱۴۔ اس حوالے پر تحمل سے غور و خوض کرنا ہم پر اور بھی روشن حقیقتوں کو ظاہر کرے گا۔ زبور ۹۰:۲ واضح کرتا ہے کہ "خدا ازل سے ابد تک ہے"۔ چونکہ یہ امر سچا ہے تو پھر کلام کی ابتدا کیسے ہو سکتی تھی اگر وہ قادرِ مطلق خدا تھا؟ حقیقت یوں ہے کہ کلام خدا کا بیٹا تھا جو یسوع مسیح بنا اور اس کی ابتدا ہوئی۔ مکاشفہ ۳:۱۴ میں وہ صاف بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کی خلقت کا مبدا ہے اسی سبب سے یوحنا ۱:۱۴ میں اس کی بابت یہ کہا گیا ہے کہ وہ باپ کا "اکلوتا" ہے۔ "اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا (اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال)"۔ پولوس رسول اس سچائی کو برقرار رکھتا ہے جب وہ یسوع کے بارے میں یہ ذکر کرتا ہے کہ وہ "تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے" (کلسیوں ۱:۱۵) پس تثلیث کے سکھانے والے پھر یہ کہہ کر اپنی حفاظت کریں کہ "یہ ایک بھید ہے"۔

رُوح القدس

۱۵۔ چار حوالے جو تثلیث کی حمایت میں مسیحی پاسبان غلط پیش کرتے ہیں اُن میں سے صرف پہلا حوالہ ہی (۱-یوحنا ۵:۷ DY) ان الفاظ یعنی "اور رُوح القدس" کو شامل کرتا ہے اور وہ حوالہ خود ساختہ پایا گیا تھا۔ عام خیال جو روح القدس کی بابت کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ روح القدس ایک روحانی شخصیت ہے یعنی تثلیث کا تیسرا شخص جو ذات، قدرت اور ازلیت میں خدا اور مسیح کے برابر ہے۔ یونانی لفظ جو SPIRIT یعنی قوت کے لئے آتا ہے اس کا ترجمہ انگریزی کے کہنہ لفظ GHOST یعنی "SPIRIT" قوت یا "BREATH" سانس میں کیا گیا ہے۔ یونانی کی انگریزی لغت میں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یونانی لفظ PNEUMA نیومہ جس کا ترجمہ "قوت" کیا گیا ہے وہی لفظ ہے جس کا ترجمہ بائیبل میں WIND یعنی ہوا بھی کیا گیا ہے۔ جس طرح انسان ہوا کو نہیں دیکھ سکتا اُسی طرح وہ خدا کی قوت کو بھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ جب انسان کو خدا

۱۴۔ یسوع کی ابتدا تثلیث کی حمایت کرنے کی بجائے اُسے کیسے غلط ثابت کرتی ہے؟

۱۵۔ تثلیث کے "تیسرے شخص" کی بابت کیا حقیقت ہے اور اصل میں وہ کیا ہے؟

کی قوت یعنی روح حاصل ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے اُسے کسی خاص کام کو کرنے کا اختیار بخشا ہے چاہے وہ کام کیسا ہی ہو۔ پس روح القدس قادرِ مطلق خدا کی اَن دیکھی زبردست قوت ہے جو اس کے خادموں کو اِس قابل بناتی ہے کہ وہ اُس کی مرضی کو پورا کر سکیں۔

۱۶۔ آئیے خیال آرائی کی خاطر یہ مان لیں کہ جب یسوع زمین پر تھا تو اس کے بپتسمہ پانے کے وقت تک خدا اور یسوع درجے اور قوت اور ازلیت میں ایک برابر تھے۔ اگر یہ ایسا تھا تو پھر "تثلیث" کا تیسرا شخص "روح القدس" اُس وقت کہاں تھا؟ تثلیث کے گرویدہ یہی کہیں گے کہ اُس وقت وہ تینوں ایک تھے۔ کیا بائیبل یہ بیان دینے میں درست نہیں ہے کہ یسوع کے بپتسمہ پانے کے وقت رُوح کبوتر کی طرح یسوع پر اُترا۔ اور اُسے فی الفور بیابان میں لے گیا؟ تثلیث کے گرویدہ یہی کہیں گے کہ اِس موقعہ پر "تثلیث" کے تینوں اشخاص صاف طور پر ظاہر تھے اور اس کے لئے متی ۳: ۱۶ و ۱۷ کا حوالہ دیں گے۔ "بپتسمہ لیکر یسوع فی الفور پانی سے باہر آیا اور دیکھو آسمان اس کے لئے کھل گئے اور اُس نے خدا کی روح کو کبوتر کی طرح اُترتے اور اپنے اُوپر آتے ہوئے دیکھا۔ اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں۔"

۱۷۔ تاہم تثلیث کے سکھانے والوں کو اس حوالے پر کشش و پیچ میں ڈالنے والے کئی ایک سوالوں کے جواب دینے ہوں گے۔ مثلاً وہ آواز کس کی تھی جو آسمان سے یہ کہتی ہوئی آئی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے"؟ کیا وہ یسوع کی اپنی آواز تھی؟ یہ دیکھتے ہوئے کہ روح القدس اب اُترا تھا اُس سے پہلے وہ کہاں تھا؟ اگر یسوع خدا تھا تو کیا جسمانی زندگی میں اس سے پہلے تیس سالوں میں اُس کے لئے آسمان کھلے ہوئے نہ تھے؟ اگر وہ خدا تھا یا تثلیث کا ایک حصہ جو ذات اور قوت اور ازلیت میں خدا کے برابر تھا تو پھر اُسے ہر وقت آسمانوں تک رسائی حاصل ہونی چاہیئے تھی۔ اِن سوالوں نے اور دوسرے اس قسم کے کشش و پیچ میں ڈالنے والے سوالوں نے مسیحی پاسبانوں کو قائل کر دیا ہے کہ اُن کیلئے یہ بہت بہتر ہے کہ وہ ایسے سوالوں کو یہ کہہ کر ٹال دیں کہ یہ ایک بڑا بھید ہے۔

۱۸۔ بے شک اگر تثلیث کا اصول سچا ہوتا تو یہ ضرور ایک بھید رہتا۔ پوشیدہ باتوں میں سے ایک بات یہ سوال ہے کہ اُن تین دنوں میں جب یسوع مرکر قبر میں رہا یا اُن ساڑھے تنتیس برسوں کے دوران میں جب یسوع "فرشتوں سے کچھ ہی کم" کیا گیا تھا

---

۱۶ و ۱۷۔ یسوع کے بپتسمہ پانے کے وقت کیا واقع ہوا جس کے سبب سے تثلیث کی بے ثبوتی کے سوالات پیدا ہوتے ہیں؟

۱۸۔ اگر یسوع زمین پر قادرِ مطلق خدا تھا تو کائنات کا بندوبست کرنے میں کونسی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں؟

اُس وقت تمام کائنات کا انتظام کس نے کیا تھا؟ اگر یسوع خدا تھا تو پھر یسوع کی موت کے دوران میں خدا قبر میں مرا پڑا تھا۔ شیطان کے لئے یہ کتنا اچھا موقعہ تھا کہ وہ تمام کائنات پر مکمل قبضہ کر لیتا! یہ حقیقت کہ وہ ایسا نہیں کر سکا ثابت کرتا ہے کہ وہ صرف اکلوتا بیٹا ہی تھا جو مرا تھا۔ پاک کلام ا۔تیمتھیس ۱: ۱۷ میں فرماتا ہے کہ خدا ازلی بادشاہ اور غیر فانی ہے۔" لہٰذا اگر یسوع غیر فانی خدا تھا تو وہ کبھی نہیں مر سکتا تھا۔ جب یسوع زمین پر تھا اُس وقت شیطان نے اُسے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی تھی اور اب جب وہ آخر میں کامیاب ہو گیا تو یقیناً وہ یسوع کو زندہ نہ کرنے دیتا اگر وہ مرا ہوا قادرِ مطلق خدا تھا۔ "تثلیث" کے اصول کے مطابق یہ سب کچھ کتنا نامناسب ہے!

۱۹۔ یہاں پر یسوع کا بیان جو یوحنا ۱۴: ۲۸ میں درج ہے نہایت ہی موزوں ہے۔ "میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔" اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ نہ صرف مرتبہ میں بلکہ ذات میں بھی "بڑا" ہے۔ باپ نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے بیٹے کو تیسرے دن دوبارہ زندہ کیا۔ اگر یہوواہ اور مُردہ مسیح ایک ذات تھے تو پھر دوبارہ زندگی حاصل کرنا ناممکن تھا۔ اس پر مذہب پرست یسوع کے اس بیان کو پیش کریں گے جو یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸ میں یوں آتا ہے "میں اپنی زندگی کو دیتا ہوں تاکہ میں اسے پھر حاصل کر سکوں۔ کوئی انسان اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اپنے آپ دیتا ہوں۔ مجھے اُس کے دینے کی بھی طاقت ہے اور پھر اسے واپس لینے کی بھی طاقت ہے۔ یہ حکم مجھے میرے باپ سے ملا ہے۔" اس سے وہ یہ ثابت کرنے کی اُمید کرتے ہیں کہ یسوع خدا تھا اور وہ اپنے آپ کو دوبارہ زندہ کرنے کے قابل تھا۔

۲۰۔ بہر صورت کنگ جیمس ورشن کے مطابق بھی ۱۰: ۱۷ و ۱۸ کا واجبی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ چونکہ یسوع نے اپنی زندگی کو اپنے آپ پیش کیا تھا اس لئے اُسے خدا کے حکم کے مطابق پورا یقین تھا کہ وہ اُسے دوبارہ زندہ کر کے پھر زندگی عطا کرے گا۔ اُس نے زندگی کو اُس وقت واپس لیا جب خدا نے اُسے دوبارہ زندہ کر کے دی تھی۔ اِسی حوالے کو نیو ورلڈ ٹرانسلیشن ٹھیک طور پر یوں پیش کرتی ہے "میں اپنی جان کو دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر واپس لے سکوں۔ کسی آدمی نے اُسے مجھ سے چھینا نہیں بلکہ میں اپنی مرضی سے اُس کو دیتا ہوں مجھے یہ اختیار حاصل ہے کہ میں اُسے جانے دوں اور یہ بھی اختیار ہے کہ اُسے پھر واپس حاصل کروں۔ اس بات کا حکم مجھے میرے باپ سے ملا تھا۔" یہ بیان واضح کرتا ہے کہ یسوع نے خدا کی مرضی کی تابعداری کرتے ہوئے اپنی جان کو بخوشی فدیہ میں دے دیا تھا اور اِس تابعداری کے صلہ میں اُسے

---

۱۹ و ۲۰۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یسوع اپنے آپ کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا کون سے حوالے کو پیش کیا جاتا ہے لیکن مناسب طور پر ہم اُسے کیسے سمجھ سکتے ہیں؟

خدا کے ہاتھوں پھر سے زندگی حاصل کرنے کا اختیار اُس وقت ملا جب خدا نے اُسے دوبارہ زندہ کیا تھا۔

۲۱- یہ تثلیث کا اصول یسوع اور پہلے مسیحیوں کے قیاس میں نہیں تھا۔ پاک کلام میں کسی جگہ بھی تثلیث کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ اگر دعویٰ کے مطابق یہ "مسیحی دین کا مرکزی اصول" ہے تو پھر یہ عجیب بات ہے کہ مسیح یسوع نے اِس پیچیدہ اور گھبراہٹ میں ڈالنے والے اصول کو سکھانے اور سمجھانے کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ اس سے زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ اُس کے ایک سو سال بعد ناقص انسانوں نے بُت پرستوں کے اِس اصول کو اپنے دین میں ڈال دیا اور پھر اُسے پاک کلام کی سچائی کی حیثیت سے سکھانا شروع کر دیا حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی شیطان کی کوششوں میں سے ایک کوشش ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا ترس لوگوں کو یہوواہ اور اس کے بیٹے مسیح یسوع کی سچائی کو جاننے سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا تثلیث نہیں ہے۔ بالکل نہیں ہے۔

۲۱- اس اصول کے متعلق کونسی دو حقیقتیں ظاہر ہیں اور اس تمام قصے کی سچائی کیا ہے؟

نوٹ

یہ مضمون لفظاً لفظاً عیسائیوں کے ایک فرقہ "یہواہ وٹنس" کی طرف سے شائع کردہ کتاب LET GOD BE TRUE کے اردو ترجمہ "خدا سچا ٹھہرے" سے ماخوذ ہے۔ یہ فرقہ توحید کا قائل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محض ایک بشر اور رسول قرار دیتا ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ مسیح ۱۹۱۴ء میں روحانی طور پر نازل ہو چکا ہے۔

(ادارہ)

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(مسیح موعود علیہ السلام)

(از قلم محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ سکاٹ لینڈ)

محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ انگلستان کے ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جنگِ عظیم میں آپ برطانوی فوج کی طرف سے برما کے محاذ پر لڑ رہے تھے۔ اسی دوران آپ تک احمدیت کی تعلیم پہنچی اور سنہ ۱۹۴۵ء میں آپ نے احمدیت قبول فرمائی۔ آپ نے اسلام کے لئے زندگی وقف کر دی۔ آج تک آپ سکاٹ لینڈ، انگلینڈ اور جزائر غرب الہند میں کام کر چکے ہیں۔ یہ مضمون آپ نے انگریزی زبان میں تحریر فرمایا تھا۔ ادارہ اس کا ترجمہ پیش کر رہا ہے۔

اسلام کی برتری

اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ سب سے مکمل اور آخری مذہب ہے جو خدا کی طرف سے تمام انسانوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (۵:۴)

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

اوپر کی آیت میں خدا تعالیٰ تمام انسانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اپنی مکمل رہنمائی بھیجی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے بہت سے پیغمبر ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے عقائد و مذاہب کی بنیاد ڈالی اور جن کا مقصد مخصوص قبائل یا اقوام کی ضروریات پورا کرنا یا ان کی رہنمائی کرنا تھا لیکن تمام دنیا کی بھلائی کے لئے نہ تھے اور نہ ہی تمام زمانوں کے لئے۔ یہ مذاہب ایک مخصوص دور میں ایک مخصوص جماعت کی ہدایت کے لئے نازل کئے گئے۔ مثلاً نئے عہد نامے میں یہ واضح طور

پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا مشن صرف اسرائیلیوں تک محدود تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بائیبل میں مذکور ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا تھا:۔

"مجھے اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے سوا کسی اور کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا۔" (متی ۱۵ : ۲۴)

اس کے برعکس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے اسلام کی ہمہ گیری اور عالمگیری کی تبلیغ کی۔خدا کے حکم سے انہوں نے اس بات کا اعلان کیا:۔

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۣالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (۷ : ۱۵۹)

تو کہہ دے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لاثانی مشن کی روشنی میں اسلام کا پیغام قومیت سے قطع نظر تمام انسانیت کے لیے ایک رہنمائی ہے۔خدا نے انسانوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ اس حقیقت کی طرف توجہ دیں:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (۳ : ۸۶)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اسلام کا لاثانی دعویٰ اور دوسرے مذاہب سے اس کی نسبت مذکورہ بالا مختصر آیت میں بیان کرکے دریا کو گویا کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔۔۔ اسلام کا فلسفہ صرف ایسے دعووں پر قائم نہیں ہے جن کی مزید تشریح نہ کی جا سکے بلکہ اسکے برعکس اسلام کی تعلیمات پر خدائی تصدیق کی مُہر ثبت ہے

اعانتِ الٰہی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی غیر معمولی اور حیرت انگیز کامیابی بھی ایک لحاظ سے اسلام کے سچا مذہب ہونے کی روشن دلیل ہے۔اعانتِ الٰہی کبھی جھوٹے، دھوکہ باز اور غلط کار کو حاصل نہیں ہوتی۔ابتدائے آفرینش ہی سے یہ قانونِ الٰہی رہا ہے کہ جھوٹے پیغمبروں کا انجام ہمیشہ دردناک ہوتا ہے۔بائیبل میں لکھا ہے:۔

"جو پیغمبر وہ باتیں کرے گا جن کا حکم مَیں نے اس کو نہیں دیا، یا جو دوسرے دیوتاؤں کے حوالے سے گفتگو کرتا ہے وہ پیغمبر موت کا شکار ہوگا۔"

(استثناء ۱۸: ۲۰)

قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (۶: ۲۲)

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کے نشانات کو جھٹلاتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ○ (۱۰: ۷۰)

تو ان سے کہہ کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم کامیابی تھی۔ جب انہوں نے اپنی بعثت کا اعلان کر کے اپنا کام شروع کیا تو تمام عرب بُت پرستی، بُرائی اور جہالت میں غرق تھا۔ اپنے کام کی ابتداء میں آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کی مختصر جماعت کو سخت ترین مخالفت اور جور و تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سے لوگوں پر دل ہلا دینے والی جسمانی سختیاں کی گئیں مگر باوجود کمزور اور تعداد میں کم ہونے کے آخر کار فتح انہی کی ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دوران ہی تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا۔ ہزاروں وحشی اور ظالم عربوں نے اپنی بُری رسومات ترک کر دیں اور ایک سچے خدا کی طرف رجوع کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی کشش اور قرآن کریم کی زندگی بخش، حیات آفرین تعلیم نے اُنہیں تبدیل کر کے خدا ترس، نیک اور خدا کا سچا خادم بنا دیا۔ اس وقت سے اسلام اکناف عالم میں پھیلتا رہا اور بے شمار پیاسی روحوں کے لئے آبِ حیات کا چشمہ ثابت ہوا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا نے جو عنایات کیں وہ خود اُن کی سچائی کی واضح علامت ہے۔ خدا تعالیٰ سے یہی دُعا ہے کہ وہ اُن کی آنکھوں پر سے پردہ ہٹا دے جو لاعلمی یا تعصب کی وجہ سے روحانی طور پر اندھے ہیں۔

پاکیزہ زندگی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی بے داغ اور پاکیزہ تھی۔ کافروں نے انہیں بدنام

کرنے کی جتنی کوششیں کیں وہ سب نہ صرف بُری طرح ناکام ہوگئیں بلکہ خود اُن کی روحانی کمزوری اُن پر واضح ہوگئی۔ بچپن ہی سے حضورؐ اس قدر ارفع و اعلیٰ صفات کے حامل تھے کہ مکّہ کے لوگوں نے انہیں "امین" کے خطاب سے نوازا۔ وہ خوش مزاج اور باحیا انسان تھے۔ اکثر وقت عبادت میں گزار کر خدا کی صفات پر غور و خوض کیا کرتے تھے۔ نوجوانی ہی میں وہ غریبوں اور مظلوموں کے اتنے ہمدرد تھے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کی اعانت کے لئے ایک تنظیم قائم فرمائی۔ ایک دفعہ کسی شخص نے آپؐ کے کردار کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپؐ قرآن کا عملی نمونہ تھے۔ آپ بڑے شریف، نرم مزاج، سخی اور رحمدل تھے۔ جب کسی موقعہ پر سخت اقدامات کی ضرورت پڑتی تو آپؐ وہاں منصفانہ ثابت قدمی کا ثبوت دیتے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر لحاظ سے پاکیزہ گزری۔ آپ نیکی اور پاکیزگی کا مجسمہ تھے۔ کیا دوست اور کیا دشمن دونوں آپ کی صداقت کے معترف تھے اور آپؐ کے دشمن تک آپؐ کے کردار کی تعریف کیا کرتے تھے۔ بائیبل میں یہ مذکور ہے کہ حضرت مسیحؑ کے دشمنوں نے آپ کے کردار کو داغدار ثابت کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے یہ کہہ کر ان کا پول کھول دیا کہ "تم میں سے کون ہے جس کو یقین ہے کہ مَیں نے گناہ کیا ہے؟" (یوحنا ۸ : ۴۶) یعنی اُنہوں نے چیلنج کیا کہ اُن کے دشمن ان کی زندگی سے کوئی غلط بات ثابت کر کے دکھائیں اور اگر وہ نہیں کر سکتے تو وہ کیوں اُن کو جھوٹا کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تقدس اور پاکیزگی کے ہتھیاروں سے اپنے دعوے کی سچائی کو ثابت کیا۔

دنیا کے فلسفے اور قرآنی رہنمائی

اسلام مکمل ترین اور آخری مذہب ہے جو بنی نوع انسان کے لئے آیا۔ اس کی تعلیمات اِس قدر جامع اور لچکدار ہیں کہ یہاں ہمیں حضورؐ کے زمانے سے لے کر دنیا کے خاتمے تک ہر دَور کے مسائل کا صحیح حل ملتا ہے۔ اگرچہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے اِس حقیقت کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا ہے لیکن شعوری یا لاشعوری طور پر وہ اسلام کی اہم تعلیمات پر عمل کرتے ہیں کیونکہ یہ طبعی قوانین اُن کے اپنے صحائف میں انہیں نہیں ملتے۔

یہ بات پہلے ہی بتائی جا چکی ہے کہ اسلام سے پہلے مذاہب کی تعلیمات ہمہ گیر نہ تھیں اور نہ ہی اُن کا مقصد تمام زمانوں کے لئے رہنمائی تھا۔ اس میں شک نہیں کہ تمام مذاہب میں کچھ مشترک تعلیمات بھی ہیں۔ مثلاً کوئی مذہب چوری اور جھوٹ کی حمایت نہیں کرتا۔ مگر کچھ تعلیمات ایسی ہیں جو

ہر مذہب کی اپنی مخصوص تعلیمات ہیں اور چونکہ وہ ایک مخصوص دور کے مخصوص لوگوں کے لئے ہوتی ہیں لہذا وہ ہر زمانے میں سود مند ثابت نہیں ہو سکتیں۔

عہد نامہ جدید میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ وہ برائی کا مقابلہ کسی بھی حالت میں نہ کریں:۔

"تم نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے
کہ آنکھ کے عوض آنکھ اور دانت
کے عوض دانت مگر میں یہ کہتا ہوں
اُس آدمی کا مقابلہ نہ کرو جو بُرا ہے
اگر کوئی تمہارے دائیں رخسار پر
تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اُس کے
سامنے کر دو" (متی ۵: ۳۸-۳۹)

اس تعلیم پر کوئی عیسائی عمل نہیں کرتا۔ عیسائی اقوام مسلسل جنگیں لڑتی ہیں اور پادری انکی افواج کے لئے برکت کی دعائیں مانگتے ہیں جو فوجی میدانِ جنگ میں لڑتے ہیں اُن کے اعزاز میں گرجا گھروں میں خاص اجتماعات ہوتے ہیں۔ عیسائی اقوام اپنے کو روز بروز ہتھیاروں سے مسلح کئے جاتی ہیں اور کلیسیائے منتظم کوئی احتجاج نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ کلیسیا نے اپنے نبی کی تعلیم کو چھوڑ کر اسلام کی تعلیم کو اپنا لیا ہے۔ کیونکہ بائیبل کی بجائے قرآن ہی ہے جس میں ہمیں دفاعی جنگ کی اجازت ملتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ قَاتِلُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا
تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا
یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝
(۲: ۱۹۲)

خدا کے راستے میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں "رحمۃ للعٰلمین" کہا گیا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے جتنے پیغمبر ہو گزرے ہیں آپؐ اُن سب میں بزرگ و برتر ہیں۔ بنی نوع انسان کی نجات اسلام کو قبول کرنے اور اس پر اس طرح عمل کرنے میں مضمر ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیان فرمایا اور اُس پر عمل کیا۔ اور پھر موجودہ دور میں مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ نے اس کی تشریح کی ہے +

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح)

گام اب تیزی سے آگے کی طرف بڑھائیے!

(محترم مولوی محمد صدیق صاحب فاضل امرتسری)

[مولوی صاحب موصوف یہاں سے بہت دُور —— جزائر فجی میں احمدیت اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سے قبل آپ کو مغربی افریقہ کے ممالک اور سنگاپور میں بھی طویل عرصہ سلسلہ کی خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ آپ اُردو اور عربی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں —— (ادارہ)]

ہمنشینو! دوستو! کیا حال ہے؟ فرمائیے
کچھ خبر اُس مرکزِ اسلام کی بتلائیے

یاد آجائیں اگر ہم بھی کسی دن آپ کو
بھیج کر اک خط ہمارے حوصلے بڑھائیے

خط کی گر فرصت نہ ہو کیجے دعاؤں سے مدد
یہ تو ہے آپ کی ہم کو دعا ہی چاہیئے

حالِ دل کہہ دوں مگر ہو سننے والا بھی کوئی
یا سُنئیں میرے گِلے یا یاد ہی مت آئیے

اپنی بیماری سے ہیں ہم کچھ پریشاں آجکل
عافیت کے واسطے حق سے دعا فرمائیے

گر اجازت ہو تو کہہ دوں چند باتیں اَور بھی
ہو سکے تو دوسروں تک بھی انہیں پہنچائیے

ہم ہیں خادم اور یہاں کے لوگ سب مخدوم ہیں
خدمتِ خلقِ خدا میں رات دن لگ جائیے

ہر چہ خدمت کرد آخر کار اُو مخدوم شد
یوں کریں خدمت کہ پھر مخدوم خود کہلائیے

خود بخود کھینچے چلے آئیں ہماری سمت لوگ
اپنی خوشبو سے چمن کچھ اِس طرح مہکائیے

چاہتے ہیں سربلندی دین و دنیا میں اگر
کام کچھ اسلام کی خدمت کا کر دکھلائیے

اپنے پیاروں کو ہی اپنانا نہیں خوبی کوئی
غیر کو آپ اپنے نیک اخلاق سے اپنائیے

"ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج"
صبر و استقلال سے تبلیغ کرتے جائیے

کام مشکل اور منزل بھی ابھی کچھ دُور ہے
گام اب تیزی سے آگے کی طرف بڑھائیے

فکرِ فرداً حسبِ وَلْتَنظُر ضروری ہے مگر
دوش کے غم سے نہ دل اپنا کبھی برمائیے

شیوۂ مومن نہیں صدیق ہمت ہارنا
مشکلیں آسان ہو جائیں گی مت گھبرائیے

حضرت میاں فتح محمد صاحب رضؓ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالاتِ زندگی

(از محمد جمیل ظفر صاحب بیت اللباس گولبازار ربوہ)

میرے والد محترم حضرت میاں فتح محمد صاحب مرحوم جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے ایک تھے ۱۸۸۲ء میں اپنے ننھیال (جاتی ونڈ لیلاں) ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام میاں شہاب الدین تھا۔ ابھی آپ آٹھ نو برس کے تھے کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپ تین بہن بھائی تھے۔ ان میں آپ سب سے بڑے تھے۔ آغازِ جوانی سے ہی آپ نماز باجماعت کے پابند تھے۔ اپنے والدین اور دوسرے عزیز و اقارب سے ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آتے۔ ایک شفیق باپ، ایک مثالی شوہر اور ایک غمگسار دوست تھے۔ اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دیتے۔ حلیمی، بردباری اور عاجزی سے گفتگو کرتے۔ نہایت دیانتدار، شریف الطبع، راستباز اور دعا گو بزرگ تھے۔ ان کی مہمان نوازی اپنوں اور بیگانوں میں ایک خاص مقام رکھتی تھی۔ ان پڑھ ہوتے ہوئے بھی تیز ذہن کے مالک تھے اور حافظہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ جو بات ایک دفعہ سنتے دس سال بعد بھی دریافت کی جاتی تو بھی ویسے ہی کہہ سناتے۔ اپنی جوانی میں قرآن حکیم نہ پڑھنے کے باوجود قرآن کریم کی بہت سی سورتیں حفظ کر رکھی تھیں۔

اپنے قبولِ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۳ء میں قادیان سے جماعت احمدیہ کے ایک مولوی صاحب مکرم مولوی رحیم بخش صاحب (بہادر حسین والے) ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ انہوں نے گاؤں کے چند سرکردہ احباب کی مدد سے ایک جلسہ عام کا انتظام کیا۔ ہمارے گاؤں کے لوگوں نے مکرم مولوی صاحب سے اچھا تعاون کیا اور بہت سے لوگ جلسہ میں تقریر سننے کے لئے حاضر ہو گئے۔ محترم مولوی رحیم بخش صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کا ذکر اپنی تقریر میں کیا جو امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ان کی سچائی کا ثبوت

ہوتا تھا۔ اُن کی اس ایمان افروز تقریر سے ہمارے گاؤں کے کافی افراد پر اثر ہوا۔ اس سے چند سال پہلے مَیں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوتی دیکھی تھی جو کہ آپؐ نے چاند اور سورج کو ماہِ صیام میں مقررہ تاریخوں پر گرہن لگنے کی کی تھی۔ اُن دنوں تو لاعلمی کی وجہ سے مَیں نے اِن نشانوں کی طرف توجہ نہ کی لیکن جب محترم مولوی رحیم بخش صاحب نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تو مجھے فوراً وہ آنکھوں دیکھا حال یاد آگیا جو کہ مَیں نے چند سال پہلے دیکھا تھا۔ چنانچہ مَیں نے جلسہ ختم ہوتے ہی مکرم مولوی صاحب سے کہا کہ مجھے قادیان لے جا کر فوراً بیعت کروا دیں۔ دوسرے دن چند اور دوست بھی جن کے دل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو تسلیم کر چکے تھے مولوی صاحب کو قادیان جانے پر مجبور کرنے لگے۔ چنانچہ اسی دن ہم چند دوست اور مکرم مولوی رحیم بخش صاحب قادیان پہنچ گئے۔ اُس وقت پتہ چلا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب ہمیں مسجد اقصےٰ میں لے گئے۔ مکرمی مولوی صاحب نے حضورؑ سے ہمارا ذکر کیا تو حضورؑ نے ہمیں پاس بلا لیا اور مصافحہ کا شرف بخشا۔ اس کے بعد آپؑ نے وہاں پر ہی ہماری بیعت لی۔ پھر مولوی رحیم بخش صاحب نے علیحدہ علیحدہ ہماری ملاقات حضورؑ سے کروائی۔ ملاقات کے بعد ہم سب کے سب واپس اپنے گاؤں آ گئے۔ ہمارے بعد اسی تقریر کے زیرِ اثر یکے بعد دیگرے بہت سے لوگوں نے قادیان جا کر حضورؑ کی بیعت کی۔ اس کے بعد مجھے بہت سی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن خداوند کریم کے خاص فضل و کرم سے میرا قدم ذرا بھی نہ ڈگمگایا اور مَیں ہر مصیبت کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر امتحان میں مجھے کامیابی بخشی۔

جب طاعون پھیلی تو اس سے ملک میں ایک قیامتِ صغریٰ برپا ہو گئی۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک قبر میں تین تین بلکہ چار چار مُردوں کو بغیر کفن کے دفن کر دیا جاتا۔ چنانچہ مجھ پر بھی طاعون کا شدید حملہ ہوا۔ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کے طور پر فرما دیا تھا کہ اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ مَیں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ میں داخل ہو۔ (کشتی نوح)۔ چنانچہ حضرت والد صاحب مرحوم فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس بات کا پورا پورا یقین تھا کہ جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ خدا کا فرمان تھا۔ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ مَیں اپنے ایمان پر قائم رہا۔ یہ ایک

امتحان کا وقت تھا میں چند دن بیمار رہنے کے بعد تندرست ہو گیا حالانکہ اُن دنوں جس کو یہ مرض ہوتا وہ چند گھنٹوں کے اندر ہی فوت ہو جاتا۔ مجھے طاعون کا حملہ ہونا اور پھر اس سے نجات پانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت ہے میرے حقیقی بھائی عزیزم دین محمد کو بھی یہی مرض ہو گیا چونکہ وہ ابھی احمدی نہیں ہوا تھا اسلئے چند گھنٹوں کے اندر فوت ہو گیا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر وہ بھی احمدیت میں آگئے ہوتے تو وہ بھی بچ جاتے۔"

جب سے والد صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو اس کے بعد آپ بار بار قادیان تشریف لے جاتے اور کوشش کر کے ہر جمعہ قادیان جا کر پڑھتے۔ کئی دفعہ حضور سے ملنے کا موقعہ ملتا ایک دفعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ادا کرنے کے بعد گھر کی طرف تشریف لیجا رہے تھے بہت سے لوگ جن میں مَیں بھی تھا آپ کے پیچھے مصافحہ کا شرف حاصل کرنے کے لئے دوڑ رہے تھے اور آپ معمول کے مطابق پیدل رہے تھے پھر بھی ملنا مشکل تھا۔ یوں یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈالی رکھی تھی۔

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام شام کے قریب سیر کی غرض سے اُس طرف روانہ ہوئے جس طرف بعد میں تعلیم الاسلام ہائی سکول بنا۔ آپ کے ساتھ میرے علاوہ چوہدری دین محمد صاحب اور چند دوسرے دوست بھی تھے۔ کھلے میدان میں پہنچ کر آپ نے بیٹھنا چاہا تو مَیں نے اپنے ساتھی چوہدری دین محمد صاحب سے کھدر کا ایک کپڑا لیا اور نیچے بچھا دیا۔ آپ تشریف فرما ہوئے۔ پھر باتوں باتوں میں فرمانے لگے کہ یہ جگہ جو آج ویران نظر آرہی ہے ایک دن قریب آنے والا ہے کہ یہاں پر بہت سے لوگ جمع ہوا کریں گے اور بہت رونق ہو گی اور فلک بوس عمارتیں یہاں پر نظر آئیں گی۔ چنانچہ حضرت والد صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ مَیں نے جو کچھ مسیح پاک علیہ السلام سے سُنا تھا سارے کا سارا اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا اور یہ میرے ایمان کی اور مضبوطی کا سبب بنا۔

۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہندو پاکستان ہوئی تو آپ ہمیں سب سے پہلے لائلپور کے ایک گاؤں چک ۱۲۲ چوہڑی چھٹہ میں لے آئے یہاں پر

تقریباً چھ ماہ بعد ملتان کے ایک گاؤں (موضع بوٹیوالہ) میں ہمیں لے گئے اور وہیں پر رہائش پذیر ہوئے۔ پھر جب سنہ ۱۹۵۳ء میں گاؤں کے لوگوں نے پہلے تو قتل کی دھمکیاں دیں لیکن جب ان لوگوں نے والد صاحب مرحوم کا سر جھکتے نہ دیکھا تو گاؤں کے سرکردہ افراد نے میرے والد صاحب کو بلایا۔ جب آپ اُن کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اسلئے بُلایا ہے کہ اچھے بھلے شریف الطبع آدمی ہیں ہم آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتے صرف ہماری ایک بات مان لیں کہ آپ دوسرے لوگوں کے سامنے نہیں صرف ہم چند دوستوں کے سامنے یہ کہہ دیں کہ میں نے مرزا صاحب کو چھوڑا۔

والد صاحب فرماتے تھے کہ جب میرے کانوں نے یہ کلمہ اُن کی زبانوں سے سُنا تو مجھے پسینہ آگیا۔ میں نے اُن سے کہہ دیا کہ یہ بات میری زبان سے ہرگز ہرگز نہیں نکل سکتی اب تمہاری مرضی ہے جو چاہو کر سکتے ہو۔ اس پر انہوں نے مجھے صرف یہی کہا کہ ہمارا گاؤں چھوڑ دیں۔ چنانچہ میں رضامند ہو گیا۔ اس کے بعد والد صاحب مرحوم گھر تشریف لائے اور ہم سب گھر والوں کو ساتھ لے کر چاہ احمدیاں جو کہ موضع بوٹیوالہ کے قریب ہی ہے وہاں جا کر ایک رات کے لئے پناہ لی اور پھر ہم حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں سے لاہور روانہ ہو گئے۔ والد صاحب مرحوم نے ہم کو ہمارے ننہال چھوڑا اور خود دارالہجرت ربوہ تشریف لائے۔ ربوہ سے واقفیت لیکر چک ۹۹ شمالی سرگودھا تشریف لے گئے۔ پھر وہاں اپنی جماعت سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے اطمینان پر آپ پھر لاہور تشریف لائے اور ہم سب کو ساتھ لے کر چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر کچھ اطمینان کا سانس لیا۔ تقریباً تیرہ برس وہاں زندگی گزاری۔

اس کے بعد ستمبر سنہ ۱۹۶۵ء میں آپ ہمیں ربوہ لے آئے اور یہیں پر رہائش پذیر ہوئے۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا زمانہ آیا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آتے ہی قرآن کریم پڑھنے پڑھانے پر زور دیا اور فرمایا کہ جو اشخاص قرآن شریف ناظرہ نہیں جانتے وہ ناظرہ پڑھیں اور جو ناظرہ جانتے ہیں وہ باترجمہ پڑھیں۔ یہ حکم ہر احمدی کے لئے تھا اس لئے حضرت والد صاحب مرحوم بھی اس حکم پر پورا اُترنے کے لئے کوشش فرمانے لگے۔

سب سے پہلے جب آپ نے گھر میں ہم سے قاعدہ یسرنا القرآن طلب فرمایا تو ہم سب گھر کے افراد حیران تھے کہ اتنی عمر میں آپ کتنے بلند ہمت ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان کو قاعدہ یسرنا القرآن لے کر دے دیا۔ جب شروع کیا تو ہمیں یقین نہیں تھا کہ آپ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے پڑھنا سیکھ لیں گے۔ آپ کوشش فرماتے

رہے یہاں تک کہ قاعدہ ختم کر لیا۔ پھر قرآن حکیم طلب فرمایا اور اس پر سبق لینا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس تشریف لے گئے اور حضور سے کہنے لگے کہ حضور! میں اَن پڑھ ہونے کے باوجود آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کی پُوری پُوری کوشش کر رہا ہوں۔ میں نے قاعدہ پڑھ لیا ہے اب قرآن مجید شروع کر رکھا ہے۔ اس پر حضور نے مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب افسر حفاظت کو طلب فرمایا۔ جب صوبیدار صاحب حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ میاں فتح محمد صاحب کی نظر ٹیسٹ کر کے ان کے لئے جلد از جلد نظر کی عینک تیار کروا کر ان کو دیدیں کیونکہ یہ اب قرآن کریم پڑھ رہے ہیں اور ان کی نظر عمر کے لحاظ سے کمزور ہے۔ چنانچہ ملاقات کے بعد والد صاحب واپس تشریف لے آئے۔ چند دنوں کے بعد ایک نظر کی عینک ان کو گھر پہنچا دی گئی۔ اس کے بعد آپ بڑے فخر سے یہ عینک لگاتے اور قرآن شریف کا سبق پڑھتے اور ہر پُوچھنے والے سے یہ بڑے فخر سے کہتے کہ یہ عینک مجھے حضور نے تحفہ کے طور پر بھیجی ہے۔ کچھ مدت کے بعد یہ عینک ان سے گُم ہو گئی اور پھر بغیر عینک کے ہی قرآن کریم پڑھنا جاری رکھا۔ آخر جولائی ۱۹۷۰ء کے پہلے ہفتہ آپ نے قرآن شریف ختم کر لیا۔ یہ آپ کی زندگی کا ایک عظیم کارنامہ تھا۔ جو کہ ہر مسلمان کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

قرآن کریم ختم کرنے کے ایک ہفتہ بعد آپ اچانک شدید بیمار ہو گئے۔ ہم ان کو ہسپتال میں لے آئے اور داخل کروا دیا۔ علاج تو شروع ہو گیا لیکن کمزوری دن بدن بڑھتی گئی۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب نے انہیں لاعلاج قرار دیا لیکن ہمارے استاد محترم میاں محمد حیات صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان کا علاج بدستور جاری رکھا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے ان کی بات مان لی اور علاج جاری رکھا۔ ان دنوں ہمارے گھر کے سب افراد کے چہروں پر مایوسی چھائی ہوئی تھی لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم میں انکی زندگی کے ابھی کچھ دن باقی تھے۔ چنانچہ ان ایام میں جبکہ ہم بہت پریشان تھے اور والد صاحب مرحوم کو صحت مند ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی ایک رات جبکہ خاکسار اور منجھلے بھائی محترم سردار محمد صاحب معمول کے مطابق ہسپتال میں وارڈ کے سامنے پلاٹ میں ان کی عیادت کر رہے تھے رات کے آخری حصہ میں بزرگوار والد صاحب مرحوم کے حکم کے مطابق لیٹ گئے۔

چونکہ کافی دنوں سے ہمیں نیند پوری کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا اسلئے ہم دونوں سو گئے۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو حضرت والد صاحب مرحوم نے ہمیں جگایا۔ اس وقت والد صاحب مرحوم کا چہرہ رات کی نسبت بارونق معلوم ہو رہا تھا۔ جب نماز کے بعد ہم ان کے پاس آئے تو فرمانے

لگے۔ بیٹا! جب میں نے تمہیں سونے کے لئے کہا تو اس کے تھوڑی دیر بعد میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا کہ اچانک پلاٹ میں روشنی ہو گئی۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ روشنی بجلی کے بلب کی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ روشنی اور بڑھتی گئی اور میں نے دیکھا کہ اچانک میرے پاؤں کی طرف چھ سات فٹ کے فاصلہ پر ایک نورانی شکل آسمان سے اُترتی ہوئی نظر آئی۔ جب یہ نور زمین پر آکر کھڑا ہوا تو یہ ایک انسانی شکل تھی۔ یہ کوئی بزرگ ہستی معلوم ہو رہی تھی جس کے وجود سے نور کے چشمے پھوٹ رہے تھے۔ اس کی نظریں میری طرف تھیں لیکن مخاطب ہوئے بغیر چند منٹوں کے بعد غائب ہو گئے اور پھر اچانک اندھیرا چھا گیا۔ یہ سارا واقعہ سن کر ہم نے اپنے اپنے دل میں کئی قیاس آرائیاں کیں۔

اس دن سے آپ کی صحت دن بدن ٹھیک ہوتی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جو کہ ان کی زندگی سے مایوس تھے۔ اب ان کو صحت مند ہوتے ہوئے دیکھ کر بہت حیران نظر آرہے تھے۔

پھر والد صاحب مرحوم ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے آئے اور معجزانہ طور پر چند ہی دنوں کے بعد آپ چلنے بولنے لگ گئے اور تقریباً ہفتہ ڈیڑھ بعد گول بازار میں دکان پر بھی تشریف لے آئے۔

جب صحت درست ہو گئی تو آپ نے پھر قرآن حکیم دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ عید الاضحیٰ سے تقریباً دس بارہ روز پہلے میں نے والدہ صاحبہ سے کہا کہ والد صاحب کو ثقیل چیزیں نہ دیا کریں۔ دوسرے دن والدہ صاحبہ نے صبح کو انہیں ناشتہ میں پراٹھا نہ دیا تو آپ والدہ صاحبہ سے ناراض ہو کر بولے۔ میں آپ کے پاس چند دن کا مہمان ہوں آپ مجھے کوئی چیز کھانے سے نہ روکا کریں۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ عید الاضحیٰ کا مبارک دن آیا وہ بھی خوشی خوشی گزر گیا۔ عید سے چھ دن بعد صبح اُٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی جو کہ اُن کا جوانی سے معمول تھا۔ اس کے بعد نماز فجر بھی ادا فرما کر مسجد سے راضی خوشی واپس آئے اور معمول کے مطابق قرآن شریف پڑھا۔ پھر ناشتہ کیا۔ اس کے تقریباً دو گھنٹہ بعد فرمانے لگے کہ مجھے کچھ زکام کی تکلیف ہو گئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد بخار محسوس کرنے لگے اور لیٹ گئے۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے پاس بلایا اور فرمانے لگے کہ میرا قرآن شریف اب اونچی جگہ پر رکھ دو۔ اب یہ قرآن کریم میرا مظفر احمد پڑھا کرے گا۔ اس دن جبکہ آپ نے آخری دفعہ قرآن شریف پڑھا چھبیسواں پارہ اور سورۃ محمد شروع تھی۔ باوجود علاج برابر جاری رکھنے کے پھر بھی صحت گرتی گئی۔

۱۵ر فروری ۱۹۷۱ء کی شام کو حالت زیادہ خراب ہو گئی۔ ڈاکٹروں سے مزید مشورے کئے گئے۔ ٹیکے لگوائے گئے۔ دوائیاں دی گئیں۔

لیکن ایک بھی دوائی کارگر ثابت نہ ہو سکی لیکن خدا تعالیٰ کو اب جو منظور تھا وہ کون روک سکتا تھا۔ محترم والد صاحب مرحومؒ رات تقریباً ڈیڑھ یا دو بجے تک باتیں کرتے رہے۔ اس دوران پہلے تو ہر ایک کو اپنی موت کی خبر دیتے اور کہتے کہ میرے لئے دعا کرنا آج رات میں مشکل نکالوں گا۔ ان کو ایک دوائی دینے لگا تو فرمانے لگے مجھے کوئی دوائی نہ دیں۔ میں وہ بیمار نہیں جسے اس دوائی سے آرام آجائے گا۔ میں اب آپ سے رخصت ہونے والا ہوں۔ میں اور میرے منجھلے بھائی مکرم سردار محمد صاحب اور والدہ محترمہ اُن کی اس آخری رات اُن کے پاس ساری رات اُن کی عیادت کرتے رہے۔ اس دُکھ کے وقت ہمارے استاد مکرم و محترم محمد حیات صاحب ہمارے ساتھ تھے اور آپ نے ہر رنگ میں ہماری مدد کی۔

تقریباً آٹھ بجے رات سے دس بجے رات تک آپ کی زبان پر سورۃ البقرہ کی سترہ آیات جاری رہیں اور اس کے بعد تقریباً دو بجے رات تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا بار بار ورد کرتے رہے۔ اس کے بعد زبان بند ہو گئی اور پھر وقفہ وقفہ بعد کچھ فرماتے تو ضرور لیکن ہم اُن کی بات سمجھ نہ سکتے تھے

آہستہ آہستہ آپ کی حالت زیادہ خراب ہوتی جا رہی تھی لیکن ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق دوائیاں پیتے اور بدستور ٹیکے لگواتے رہے۔ آخر ۱۶ر تبلیغ ھش ۱۳۵۰ء مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۷۱ء بروز منگل بوقت تقریباً دس بجے صبح حضرت والد صاحب اپنے مولا حقیقی کے پاس حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کے پسماندگان میں سے ایک بیوہ تین بیٹے۔ ایک بیٹی۔ پانچ پوتے۔ دو پوتیاں۔ ایک نواسہ۔ دو نواسیاں ہیں۔ آپ کا جنازہ محترم مرزا مبارک احمد صاحب نے ۱۷ر فروری کو صبح ۹ بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے غربی پلاٹ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم کے مطابق پڑھایا۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ حضرت والد صاحب موصی ہونے کے علاوہ صحابی بھی تھے اسلئے ان کو قطعہ صحابہؓ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھاسی برس تھی۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب پسماندگان صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین +

محمد جمیل

بیت اللباس گولبازار ربوہ

کھیوڑہ کی سیر

(از منوّر احمد صاحب جہلمی کارکن بیت المال ربوہ)

کچھ عرصہ قبل مجھے ایک نجی کام کے سلسلہ میں کھیوڑہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جب واپس آنے لگا تو دل میں خیال گزرا کہ چلو لگے ہاتھوں نمک کی کان کی سیر بھی کرتا جاؤں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ یہاں آنا ہو گیا ورنہ لوگ دُور دُور سے اس کو دُور دُور سے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے اپنے ماموں صاحب سے جو اُن دنوں وہاں بطور معلّم وقفِ جدید متعیّن تھے مَیں نے اُن سے عرض کی کہ مجھے کان دیکھنے کا بہت شوق ہے اگر کان کی سَیر کروا لائیں تو آپ کا بہت شکرگزار ہوں گا۔ انہوں نے فرمایا چلو چلتے ہیں۔ جب ان کا اثباتی جواب میرے کانوں میں پڑا تو بے حد خوشی ہوئی کہ الحمد للہ آج میری دیرینہ خواہش پوری ہونے لگی ہے۔

نمک کی کان آبادی سے قریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم کو ہر قسم کے لوگ گروہ در گروہ نظر آئے۔ ان میں خصوصاً سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات شامل تھیں۔ کوئی گروہ اندر سے باہر کو آ رہا تھا اور کوئی اندر جانے کے لئے لیمپ یا گیس جلانے کے اہتمام میں لگا ہوا تھا کیونکہ کان کے اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے۔ اگر غار میں لیمپ یا گیس نہ لے جایا جائے تو کان کے عجائبات کا مشاہدہ کرنا تو الگ رہا اونچی نیچی چٹانوں پر رگڑ پڑنے سے ہڈی پسلی کا سلامت لانا بھی خطرہ سے خالی نہیں اسلئے روشنی کا ساتھ لیجانا ازبس ضروری ہے۔

ہم نے بھی اپنا لیمپ روشن کیا اور بسم اللہ پڑھ کر نئی دنیا میں داخل ہو گئے۔ جوں جوں ہم چلتے گئے ہمارا راہنما (کان کن) مختلف مقامات کی واقفیت کراتا گیا۔ ہم نے دو اڑھائی فرلانگ کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ ایک ایک بالشت لمبی دودھیا رنگ کی گاؤدُم نلیاں سی نظر آئیں جو کلفیوں سے مشابہت رکھتی تھیں چٹانوں کے ساتھ معلق تھیں۔ مَیں نے متعجب ہو کر اُس کان کن سے دریافت کیا کہ بھئی یہ کیا چیز ہے؟ تو اس نے بتایا کہ جب چٹانوں سے پانی رِستا ہے تو ٹھنڈک کے باعث منجمد ہوتا رہتا ہے اور آخر

یہ شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چند قدم آگے بڑھے تو دو مربع گز کا ایک نمک کا تودہ نظر آیا جو اتنا صاف شفاف تھا کہ اس کی ایک طرف لیمپ رکھا گیا تو دوسری طرف سے روشنی نظر آنے لگی۔ تھوڑا سا اور آگے گئے تو ایک اچھا خاصہ تالاب نظر آیا جس میں کشتیاں کھڑی تھیں کہ شائقین حضرات ان میں سوار ہو کر اپنی سیر کو اور زیادہ پُر لطف بنا سکیں۔ تنگیٔ وقت کی بناء پر ہم نے اس کا قصد نہ کیا۔

قریباً ایک فرلانگ اور آگے بڑھے تو کان کن نے ایک مصالحہ جلایا جس سے غار میں دفعتہً اتنی روشنی ہو گئی کہ جب ہم نے اُوپر کو نگاہ اٹھائی تو بالائی حصہ اس آب و تاب سے چمک رہا تھا جس طرح اندھیری رات میں سطحِ سماوی پر ستارے جگمگ جگمگ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر اس قدر لطف آیا کہ ہماری ساری تکان دُور ہو گئی اور یہ سین ہماری ساری سیر کا دل و جان بن کر رہ گیا۔

اس کے بعد چونکہ میری گاڑی کا وقت قریب ہو رہا تھا اسلئے ہم نے کہا کہ اب واپس چلنا چاہیئے ورنہ یہ سلسلہ تو کہیں کالا باغ میں ہی جا کر ختم ہوگا۔ تب ہمارے راہنما نے کہا کہ آئیے میں ایک اور راستے سے واپس لئے جاتا ہوں تاکہ آپ کی سیر میں اضافہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ہمیں بڑی بڑی مشینیں اور دیگر آلات دکھائے جو کان کے اندر نصب تھے۔ اور اس سے پہلے میں نے نہ کبھی دیکھے تھے اور نہ سُنے تھے۔ یہ دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک نمک کی بھری ہوئی گاڑی چھک چھک کرتی ہمارے پاس سے گزر گئی۔ جو بلحاظ ساخت عام مال گاڑیوں سے قدرے چھوٹی تھی۔ اس کے بعد ہم پہاڑ کی دنیا سے نکل کر اصل دنیا میں آ گئے۔ اور میں موٹر پر سوار ہو کر اپنی منزلِ مقصود کی طرف چل دیا ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دُنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اسکی مُرادیں اسکی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر افاضہ اسکے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی)

ہوسٹن

امریکہ کا خلائی مرکز

چارسدہ (صوبہ سرحد) کے ایک خادم مبشر احمد صاحب محمدی سٹیم شپ کمپنی کے مال بردار جہاز ایم۔ وی۔ العابدین کے فورتھ انجنیئر ہیں۔ آپ عموماً امریکہ اور پاکستان کے درمیان سفر کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے سفر اور سیاحت کے دلچسپ واقعات اور مشاہدات قارئین خالد تک پہنچاتے رہیں گے ——— (ایڈیٹر)

ہوسٹن میں پانچ روز تک میں پانچ روز تک ٹھہرنے کے بعد آج ہمارا جہاز امریکہ کی ایک اور مشہور بندرگاہ بالٹی مور (BALTIMORE) روانہ ہو رہا ہے۔ ہوسٹن (ریاست ٹیکساس) امریکہ کا چھٹا بڑا شہر (آبادی ۱۲ لاکھ) اور تیسری بڑی بندرگاہ ہے۔ پورٹ میں جس مقام پر ہمارا جہاز کھڑا ہے وہ شہر سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ پانچ روز کے قیام کے دوران صرف دو بار باہر جانے کا موقع ملا۔ پہلے دن یعنی ۱۴ر فروری کو شہر کی سیر کی لیکن اتوار کی چھٹی کی وجہ سے دفاتر اور سٹور وغیرہ بند تھے۔

کل ہم یہاں کے مشہور خلائی مرکز ——— (MANNED SPACECRAFT CENTRE) دیکھنے کے لئے گئے۔ یہ مرکز جو پچیس کروڑ ڈالر کی لاگت سے تیار ہوا ہے۔ ۱۶۲۰ ایکڑ کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے اور شہر سے پچیس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ وہ مرکز ہے جہاں پر خلا میں اور چاند پر بھیجے جانے والے خلا بازوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ خلا کی تسخیر کے پروگرام کو یہاں سے شروع کیا جاتا ہے۔ اس مرکز میں بہت سی عمارتیں ہیں جو سلیقے کے ساتھ درمیان میں فاصلہ چھوڑ کر تعمیر کی گئی ہیں۔ ہر عمارت کو نمبر دیا گیا ہے یعنی عمارت نمبر ایک، عمارت نمبر دو وغیرہ۔ یہاں پر چونکہ سیاح مسلسل آتے رہتے ہیں اس لئے ان کے لئے خاص انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ سیاح مرکز کی سیر کر سکیں اور یہاں پر کام کرنے والوں کا حرج بھی نہ ہو۔ سیاحوں کو عمارت نمبر ایک، تین، پانچ اور انتیس میں جانے کی اجازت ہے۔ ہم سب سے

پہلے عمارت نمبر ایک میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ عمارت خاص طور پر سیاحوں کے لئے ہے۔ اس عمارت میں خلا اور چاند سے متعلق بے شمار چیزیں نمائش کے لئے رکھی گئی ہیں مثلاً اپولو اور اپولو سے پہلے کے خلائی پروگراموں کے راکٹ، مصنوعی سیارے ـــ کمانڈ ماڈیول، لیونر ماڈیول (COMMAN MODULE, LUNAL MODULE) خلابازوں کا لباس اور وہ آلات جو خلاباز خلا میں پرواز کے دوران استعمال کرتے ہیں مختلف قسم کے کیمرے، خلابازوں کی عینکیں، قلم، کاپیاں، بٹوے وغیرہ، ایک جگہ میں شیشے کے اندر چاند کی مٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی رکھا ہوا ہے۔ اس عمارت میں ایک آڈیٹوریم بھی ہے جس میں اپولو سے متعلق مسلسل فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔

عمارت نمبر ایک سے فارغ ہونے کے بعد ہم عمارت نمبر پانچ میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک بڑے سے کمرے میں چاند گاڑی (LUNAL MODULE) کا ماڈل رکھا ہوا ہے۔ چاند گاڑی کے قریب ہی اس قسم کی گاڑی یا رکشا بھی موجود ہے جو اپولو پندرہ کے خلابازوں نے چاند کی سطح پر سامان لے جانے کے لئے استعمال کیا تھا۔ یہ عمارت ایک قسم کی تجربہ گاہ ہے جہاں چاند کی سطح کے حالات مصنوعی طور پر پیدا کر کے خلابازوں کو چاند کے اوپر کام کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

عمارت نمبر انتیس میں پرواز کے دوران خلابازوں کے جسم پر جو اثرات ہوتے ہیں اُن کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ایک گول کمرے کے وسط میں ایک طاقتور الیکٹرک موٹر نصب ہے جو ایک جھولے کو زمین کی سطح کے متوازی سو فٹ قطر کے دائرے میں چکر دیتی ہے۔ خلاباز اس جھولے میں بیٹھ کر چکر کاٹتے ہیں اور مختلف رفتاروں پر ان کے اوپر کشش ثقل کی کمی بیشی کے اثرات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

عمارت نمبر انتیس کے بعد ہم نے عمارت نمبر تین یعنی کیفے ٹیریا دیکھا۔ یہاں پر کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ خلائی پروگرام کے متعلق کتب تصاویر اور مصنوعی نمونے وغیرہ قیمتاً خرید سکتے ہیں۔ ہم خلائی مرکز میں ڈھائی گھنٹے گذار کر جہازپر واپس آ گئے۔ خلائی مرکز دیکھنے کیلئے سیاحوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ان سیاحوں میں زیادہ تر خود امریکی تھے جو اپنے ہموطنوں کے کارہائے نمایاں میں بہت دلچسپی کا اظہار کر رہے تھے۔

ہوسٹن میں بے شمار قابل دید مقامات ہیں۔ اتنے کم وقت میں انکی سیر کرنا ناممکن ہے۔ بہرحال اسوقت یہاں کے سٹیڈیم کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ یہ دنیا میں اپنی قسم کا پہلا سٹیڈیم ہے جس کے اوپر گنبد نما چھت بنی ہوئی ہے۔ یہ سٹیڈیم مکمل طور پر ایئر کنڈیشنڈ ہے اور بے شمار قسم کے کھیلوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ ہوسٹن میں فائن آرٹس کا عجائب گھر، گیلوسٹن اور ہمبل بلڈنگ وغیرہ قابل دید مقامات ہیں۔

اگلا خط میں انشاء اللہ بالٹی مور سے لکھوں گا۔

افغانستان سیاحت کے نقطہ نگاہ سے

(از مرزا نصیر احمد صاحب)

ایشیا کے عین وسط میں واقع اس ملک کا رقبہ ۲ لاکھ ۵۰ ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے۔ افغانستان ایک ایسا ملک ہے جس کے چاروں طرف کوئی سمندر نہیں۔ شمال میں سوویٹ ریپبلک آف تاجکستان، ترکمانیہ اور کرغیزیہ، شمالی مشرقی کونہ میں چین۔ مشرق میں علاقہ ہائے چترال، مہمند، آفریدی، وزیری اور بلوچستان اور مغرب میں ایران واقع ہے۔

موجودہ "افغانستان" دراصل جغرافیائی لحاظ سے "قدیم آریانا" کا دوسرا نام ہے۔ اس بات کا ثبوت قدیم ترین آریاؤں کے آثار ۱۵۰۰ قبل مسیح کے ویدوں اور زرتشت کے اوستا (۶۰۰ ق م) سے ملتا ہے۔ آریاؤں کی یہ سرزمین کوہ ہندوکش کے سلسلہ ہائے کوہ میں دریائے اوکس (موجودہ دریائے آمو جو افغانستان اور روس کے درمیان بین الاقوامی سرحد کا نام دیتا ہے) اور دریائے سندھ کے درمیان واقع تھی۔

ازمنہ قدیم سے افغانستان بین الاقوامی قافلوں کے لئے ایک چوراہے کی حیثیت رکھتا چلا آرہا ہے جس میں مختلف اوقات میں مختلف تہذیبوں نے جنم لیا اور پروان چڑھیں۔ زرتشت بلخ (باختریا بکتریا) میں پیدا ہوا اور وہیں سے اس نے پہلی بار اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔ سکندر اعظم نے ۳۲۲ ق م میں اس ملک پر حملہ کیا اور مختلف جگہوں پر اس نے سکندریہ کے نام سے کئی شہر بسائے۔ بعد میں اس کے ایک جرنیل نے ملک کے شمالی حصہ میں یونانی باختر کے نام سے ایک مملکت کی بنیاد رکھی جو ۲۰۰ سال تک قائم رہی۔ اسی طرح بدھ مت نے افغانستان ۲۵۰ ق م کے قریب نفوذ پکڑنا شروع کیا اور پہلی صدی عیسوی سے ساتویں صدی تک بامیان کی خوبصورت ترین وادی میں اس نے خوب ترقی حاصل کی اور عروج تک پہنچا اور اسی جگہ کو اس نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے مرکز کے طور پر استعمال کیا۔ جہاں آج بھی ایک چٹان میں کھدے ہوئے دنیا کے دو عظیم ترین بدھ کے مجسمے لوگوں کے لئے حیرت و استعجاب کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ یونان اور بدھ مت کے آرٹ کے ملنے سے ایک نئے آرٹ نے جنم لیا جس کو (Greco — Bakhtar) آرٹ کہا جاتا ہے۔ ان کے

بعد علی الترتیب اپنی اپنی باری پرکشن خاندان کے
حکمرانوں سفید ھنوں اور آخر میں مسلمانوں سنے بھی
اپنے لمبے گہرے اثرات اس ملک کی تاریخ میں
مرتب کئے ہیں۔

آب و ہوا کے لحاظ سے افغانستان ایک
انتہائی صحت افزا ملک ہے جس میں بے شمار اقسام
کے شیریں پھلوں کی کثرت ہے جن میں انگور اور
گرما بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ سارا سال
اس کے بہترین اور پرکشش موسم، مشہور تاریخی
اور قدیمی آثار، باشندوں کا حسن، یہ تمام چیزیں
دنیا کے ہر سیاح کو دعوتِ نظارہ دینے کیلئے
افغانستان کو منفرد بنا دیتی ہیں۔

افغانستان کا کوئی مقام دشوار گزار نہیں
رہا اور ہر جگہ آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے ہوائی
جہازوں کی سہولت اور نئی سڑکوں کی تعمیر نے
سیاحوں کے لئے قدیم سیاحوں (مارکو پولو وغیرہ)
کے افسانوی سفروں کو چند گھنٹوں میں محدود
کر کے رکھ دیا ہے۔

بعض حقائق

افغانستان کا دارالحکومت
کابل ہے جس کی کل آبادی اسوقت ۳ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔
طرزِ حکومت:- پارلیمانی بادشاہت ہے
بادشاہ شاہ ظاہر شاہ ہیں جو ۱۹۳۳ء میں تخت نشین
ہوئے۔ پارلیمنٹ دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔
(۱) نمائندہ اسمبلی۔ جس کے ارکان کا براہِ راست
رائے شماری کے ذریعہ انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے
(۲) سینیٹ۔ جس کا ایک تہائی نامزد اور دو تہائی
رائے شماری کے ذریعہ انتخاب کیا جاتا ہے۔

زبان:- افغانستان میں اس وقت
دو زبانوں کا استعمال ہو رہا ہے۔ سرکاری زبانیں
پشتو اور فارسی ہیں البتہ کابل اور دوسرے
شہروں میں انگریزی بھی بولی جاتی ہے۔

مذہب:- ۹۹ فیصد لوگوں کا مذہب
اسلام ہے۔ بقیہ آبادی ہندو، سکھ اور یہود پر
مشتمل ہے۔

سیّاحوں کے لئے بعض معلومات

افغانستان میں سے کوئی راستہ کسی
سمندر کو نہیں نکلتا اور نہ ہی اس میں ابھی تک
ریل جاری ہوئی ہے اسلئے ملک میں سفر یا تو بذریعہ
کار، بس اور ٹرک ہو سکتا ہے یا بذریعہ ہوائی جہاز۔

بذریعہ سڑک:- وہ سیاح جو اپنی
ذاتی موٹر کار استعمال کر رہے ہوں ان کو صرف
سرحد پر اپنی کار ہے کہ اندراج کرانا ہوتا ہے
جہاں ان کی کار کے تمام کوائف ان کے پاسپورٹ
پر درج کر کے ان کو ملک میں آنے کی اجازت
دی جاتی ہے۔ ایسا اسلئے ہوتا ہے کہ انکو واپسی
پر کوئی دقت پیش نہ آئے۔ اس وقت بذریعہ
سڑک افغانستان میں داخل ہونے کے لئے
صرف تین مقامات مقرر ہیں۔

۱۔ بذریعہ مشہد (ایران) اور افغانستان میں واقع سرحدی پوسٹ "اسلام قلعہ" جو "ہرات" کے مقابل پر واقع ہے جہاں سے پختہ سڑک قندھار سے ہوتی ہوئی کابل پہنچتی ہے۔

۲۔ بذریعہ طورخم (پاکستان) جو پشاور سے ۴۰ میل دُور کابل جانے والی سڑک پر درۂ خیبر میں پاک افغان سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سے سڑک نکل کر جلال آباد، سروبی اور تنگ غارو کے طویل طویل درہ میں سے گزرتی ہوئی کابل پہنچتی ہے۔ پشاور سے کابل تک کل مسافت ۱۹۲ میل ہے۔

۳۔ کوئٹہ جہاں سے افغانستان میں داخل سپین بولدک، قندھار اور غزنی سے ہوتی ہوئی سڑک کابل پہنچتی ہے۔

بذریعہ ہوائی جہاز:۔ افغانستان کی قومی ہوائی کمپنی "آریانا افغان ایرلائنز" اس وقت اندرون ملک اور بیرون ملک بین الاقوامی راستوں پر تجارتی پیمانہ پر پرواز کر رہی ہے۔ اسی طرح ہندوستانی، پاکستانی، چیکوسلواکی اور روسی ہوائی تجارتی کمپنیاں بھی افغانستان سے گزرتی ہیں۔ افغانستان سے امرتسر، دہلی، تہران، دمشق، بیروت، کراچی، تاشقند اور پشاور کی طرف پروازیں جاری ہیں۔ اندرون ملک کابل سے قندھار، ہرات، مزار شریف، کندوز اور خوست تک پروازیں جاری ہیں۔

کابل میں ہوائی سفر کی بکنگ کے لئے کابل ہوٹل میں آریانا افغان ایرلائنز والوں کی طرف سے انتظام موجود ہے جس کے لئے ٹیلیفون ۲۴۷۲۱ پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ افغانستان سے باہر ہر Pan American آفس میں انتظام موجود ہے۔

کابل سے بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنے کے لئے ہوائی اڈہ چھوڑنے سے قبل -/۱۰۰ افغانی (تقریباً -/۱۲ پاکستانی روپے) کا ایک بندر ٹیکس ادا کرنا لازمی ہے۔

ہیلتھ سرٹیفکیٹ موجود ہو۔ جس کی سرحد پر یا کسی بھی موقعہ پر پڑتال کی جا سکتی ہے۔ ہر مسافر کے پاس ایک پاسپورٹ اور کسی بھی افغان کونسل کی طرف سے جاری شدہ ویزا کا ہونا ضروری ہے۔ سیاحوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سیاحت کے لئے ایک Tourist Visa کی درخواست دیں جس کے منظور ہونے پر ان کو افغانستان میں ایک ماہ تک سیاحت کی اجازت ہوگی جس میں توسیع ہو سکتی ہے۔

اندراج:۔ سیاحوں کے لئے ہر ہوٹل یا سرائے جہاں وہ قیام کرنا چاہیں ایک رجسٹریشن فارم پُر کرنا لازمی ہے۔ البتہ وہ سیاح جو کسی ذاتی قیام گاہ یا اپنے کسی دوست کے ہاں قیام کرنا چاہتے ہوں اُن کے لئے ضروری ہو گا کہ مقامی پولیس سٹیشن میں اپنے وہاں پہنچنے پر ۲۴ گھنٹے کے اندر

اندر رپورٹ کریں۔ اگر کوئی سیاح افغانستان کے کسی دوسرے مقام کی سیاحت کرنا چاہے تو ہوٹل سے روانگی سے قبل اپنی اس منزلِ مقصود کی اطلاع دینا ضروری ہے مستقل سیاحوں کے لئے Exit Visa کی ضرورت نہیں۔

کسٹم :- ذاتی مصرف کی اشیاء پر کسٹم نہیں لگایا جاتا۔ مندرجہ ذیل اشیاء ملک کے اندر بغیر کسی قسم کے کسٹم وغیرہ کے لائی جا سکتی ہیں۔

ذاتی (پہنے ہوئے) زیورات۔ ۲ ساکن کیمرے (ہر کیمرہ کے لئے ۲۴ پلیٹیں یا ۱۰ فلمیں) ایک چھوٹا متحرک کیمرہ بمع ۱۰ فلمیں۔ ایک دوربین۔ ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر۔ ایک چھوٹا آلہ موسیقی ایک چھوٹا گراموفون بمع ۱۰ ریکارڈز۔ ایک چھوٹا ریڈیو۔ ایک چھوٹا ٹائپ رائٹر۔ ایک خیمہ۔ کیمپنگ کا سامان۔ کھیلوں کا سامان۔ مچھلی پکڑنے کا سامان۔ دو شکاری بندوقیں بمع ۱۰۰ کارتوس۔ ۲ ٹینس ریکٹس۔ ایک لیٹر سپرٹ۔

ٹرانسپورٹ :- افغان ٹور (جو وزارت پریس اور اطلاعات کی عمارت میں واقع ہے) قابلِ اعتبار ذرائع آمد و رفت برائے قابلِ دید مقامات، نقل مکانی اور دیگر ضرورتوں کے لئے مہیا کرتی ہے جس کے ساتھ مطالبہ پر گائیڈ بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔

ٹیکسی :- ٹیکسی کے کرایہ کی شرح پہلے میل کے ۸/- افغانی (ایک روپیہ پاکستانی) اور بقیہ سفر کے لئے ۴/- افغانی (آٹھ آنے) میل چارج کیا جاتا ہے۔ تاہم قابلِ دید مقامات تک جانے کے لئے سیاحوں کو مشورہ دیا جاتا ہے وہ حتی الوسع ٹیکسیوں سے گریز کریں۔

بسیں :- ملک کے مختلف مقامات کے درمیان بسوں کو ذریعہ آمد و رفت کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔ ان کے کرائے کو مناسب ہیں لیکن رفتار بہت سست ہے۔ البتہ کابل اور پشاور کے درمیان باقاعدہ بس سروس جاری ہے جس کا کرایہ فی مسافر ۱۵۰/- افغانی سے لے کر ۲۵۰/- افغانی کے درمیان رہتا ہے۔

پٹرول :- افغانستان میں پٹرول کی قیمت فی گیلن ۲۵ افغانی (۳ روپے فی گیلن پاکستانی) یا ۵ افغانی فی لیٹر (LITRE) مقرر ہے۔ پٹرول سٹیشن ہر بڑی سڑک پر تقریباً ہر اہم مقام پر مل جاتا ہے۔

رہائش :- کابل میں بہترین اور اعلیٰ پیمانہ کے دو ہوٹل ہیں۔ ہوٹل کابل اور ہوٹل سپین زر (SPINZAR) دونوں میں کمروں کو مرکزی انتظام کے تحت گرم رکھنے کا انتظام، ٹھنڈے پانی کا انتظام نجی غسلخانے اور عمدہ یورپی اور مقامی بستروں کا انتظام موجود ہے سنگل یا ڈبل کمرہ کے لئے بمع باتھ کے تقریباً ۹-۵ امریکی ڈالر (بغیر کھانے کے) ادا کرنے پڑتے ہیں۔ (پاکستانی تقریباً ۵۵/- روپے)

ہوٹل آریانا اور پریس کلب دو سیکنڈ کلاس ہوٹل ہیں جن میں سنگل یا ڈبل کمرہ کے لئے ۵-۳ امریکی ڈالر ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ہوٹل بے نظیر شہر کا تیسرے درجہ کا ہوٹل ہے جہاں سنگل یا ڈبل کمرہ کے لئے ایک امریکی ڈالر ادا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کابل میں بے شمار ہوٹل ہیں نیز کابل کے علاوہ قندھار، ہرات، مزار شریف، بامیان، اور جلال آباد اور دوسرے صوبائی مراکز میں بھی اچھے اچھے ہوٹل موجود ہیں۔

کیمپنگ :۔ اس کے لئے سیاحوں کو ہمارا یہی مشورہ ہے کہ وہ جب بھی کیمپنگ کریں تو آباد علاقہ کے درمیان کیمپنگ کریں جن کو صوبائی حکام نقشہ میں واضح کردیں۔

غذا :۔ ایشیائی غذا یہاں میسر آسکتی ہے۔ مگر افغانستان خاص طور پر مختلف اقسام کے پلاؤ کے لئے مشہور ہے۔ افغان کباب، بولانی اور اشک یہاں کے مشہور ترین پکوانوں میں سے چند ایک شمار کئے جاتے ہیں۔

ریستوران :۔ کابل میں جدید طرز پر تعمیر شدہ خیبر ریسٹورنٹ بہترین قسم کے ایشیائی اور امریکی کھانے مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح ہوٹل کابل اور ہوٹل سپین زر بھی بہترین کھانوں کیلئے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بھی کابل میں اور کابل کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بہترین ہوٹل موجود ہیں جو اپنے اعلیٰ پکوانوں اور بہترین خدمات کیلئے مشہور ہیں جہاں روایتی افغانی کھانا اور چائے پیش کی جاتی ہے۔ اوسط کھانے کی قیمت ۵ روپے (پاکستانی) کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ کابل کے نواح میں قرغہ جھیل پر واقع سپنگمے (SPANGMAY) ریستوران (چاندنی ریستوران) کارتہ پروان میں واقع "ریستوران باغ والا" بھی عمدہ ملکی اور غیر ملکی کھانے کے لئے مشہور ہیں۔

TIPPKING کا افغانستان میں اس قدر زیادہ فائدہ نہیں ہوتا تاہم بیروں کو معمولی سی ریزگاری دیدی جاتی ہے۔

کابل میں پانی شدید سرد ہونے کی وجہ سے ناقابل استعمال ہوتا ہے اسلئے پانی کو اُبال کر مہیا کیا جاتا ہے۔ تاہم یغمان کا پانی پینے کے لئے مناسب ہے۔ البتہ کابل سے باہر ہمارا مشورہ یہی ہے کہ پانی کی بجائے چائے کا استعمال کیا جائے۔

(نوٹ۔ افغانستان میں کھانے کے ساتھ عموماً پانی نہیں پیا جاتا بلکہ اس کی بجائے کھانے کے بعد ہر شخص کو ایک چائے دانی مہیا کی جاتی ہے جس میں اُبلا ہوا پانی ڈال دیا جاتا ہے اور چند پتیاں سبز یا سیاہ چائے کی ڈال دی جاتی ہیں اور اس محلول کو پانی کے طور پر یا چائے کے طور پر استعمال

کیا جاتا ہے۔ وہاں دودھ کی چائے نہیں دستیاب ہوتی۔)

کرنسی :۔ افغانستان میں کرنسی کا یونٹ "افغانی" کہلاتا ہے جس کی بنیاد اعشاری طریق پر رائج ہے اور جس کو ۱۰۰ پولی (Pools) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نوٹ ۱۰، ۲۰، ۵۰، ۱۰۰، ۵۰۰ اور ۱۰۰۰ میں دستیاب ہیں اس طرح سکّے ۲۵ اور ۵۰ پولی اور ایک، دو اور ۵ افغانی کی قیمت میں دستیاب ہیں۔

شرح تبادلہ :۔ شرح مبادلہ مقرر نہیں۔ مارکیٹ میں آزادانہ طور پر ایک صد افغانی کی قیمت ۱۱ اور ۱۲ روپے پاکستانی کے درمیان اور امریکی ڈالر کی قیمت ۶۵ اور ۷۵ افغانی کے درمیان چکر کھاتی رہتی ہے۔ باہر سے آنے والی کرنسی پر کسی شکل میں بھی کوئی پابندی موجود نہیں ہے۔

بینکس :۔ کابل میں افغانستان بینک، افغان ملی بینک، پشتنی تجارتی بینک اور ان بینکوں کی قائم شدہ دوسرے صوبوں میں شاخیں کرنسی اور زرمبادلہ کی ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاتی ہیں۔ کرنسی کے تبادلہ کی سہولتیں کابل ایئرپورٹ اور کابل ہوٹل میں بھی موجود ہیں۔

وقت :۔ افغانستان کا وقت گرینوچ مین ٹائم سے ۴ گھنٹے اور ۳۰ منٹ آگے ہے۔

بجلی کا سامان :۔ وہ سیاح جن کے پاس بجلی کا سامان مثلاً بجلی کی استری یا بجلی کا شیور ہو وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ سامان صرف ۲۰۰ سے ۲۲۰ A.C کے وولٹیج پر استعمال ہو سکتا ہے اور ۵۰/۶۰ سائیکل پر۔

طبی سہولتیں :۔ امریکی اور یورپی تربیت یافتہ ڈاکٹر جدید ہسپتالوں میں ہر وقت موجود رہتے ہیں نیز تمام شہروں کے اہم علاقوں کے تمام انگریزی دواخانے ۲۴ گھنٹے کھلے رہتے ہیں۔ یہاں سے ہر قسم کی یورپی اور انگریزی ادویات مہیا ہو سکتی ہیں۔

سگریٹ :۔ امریکی، فرانسیسی اور انگریزی سگریٹیں مناسب داموں پر ہر گاؤں اور ہر شہر میں دستیاب ہیں۔

فوٹوگرافی :۔ فوٹوگرافی کے لئے عمومی طور پر افغانستان میں کوئی پابندی نہیں۔ البتہ فوجی مقامات، فوجی اسلحہ و سامان اور فوج سے تعلق رکھنے والے اشخاص کی فوٹو لینا منع ہے۔ کابل، قندھار اور ہرات میں ہر قسم کی فلمیں کیمروں کیلئے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ بعض رنگین فلمیں یہاں ڈویلپ بھی کرائی جا سکتی ہیں لیکن زیادہ تر کاروبار عموماً سیاہ و سفید یعنی فلموں کا ہی کیا جاتا ہے۔

(باقی)

بقیہ صفحہ ۔ مجلس لائلپور شہر کی سالانہ تقریب

مختصر سا خطاب فرمایا۔ آپ نے مجلس کو مبارکباد
پیش کی اور پچھلے دنوں خدام نے بہت اعلیٰ
کام کیا ہے۔ بے شک قائد صاحب نے اس کا
رپورٹ میں ذکر نہیں کیا۔ مجھے خدام الاحمدیہ کے
کام دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے میں ہر وقت
ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
ان کے کاموں میں اخلاص اور برکت ڈالے۔
آخر میں محترم صدر صاحب مرکزیہ نے گزشتہ
گزشتہ سال اعلیٰ کارکردگی کے باعث خدام کی
حوصلہ افزائی کے لئے انعامات تقسیم فرمائے۔
تقسیم انعامات کے بعد محترم صدر صاحب نے
حاضرین کو بیش قدر پند و نصائح سے نوازا۔ آپ
نے خطاب سے پہلے مجلس کو گزشتہ سال کی کارکردگی پر
مبارکباد پیش کی۔ علاوہ ازیں آپ نے مجلس کی مساعی کو
تیز تر کرنے کے لئے پانچ نکات کا پروگرام پیش فرمایا۔

۱۔ مجلس کے دینی پروگراموں میں تحریک کی بجائے
عملی رنگ پیدا کیا جائے۔

۲۔ سست خدام سے رابطہ پیدا کرنے کی مہم
کو تیز کیا جائے اور انکو بھی ساتھ ملایا جائے۔

۳۔ خدام میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
مطالعہ کا شوق پیدا کیا جائے۔ اور ہر ماہ
ایک کتاب مقرر کر کے اس کا امتحان لیا جائے۔

۴۔ تبلیغ کی طرف خدام کو توجہ دلائی جائے اور
اپنا عملی نمونہ پیش کیا جائے۔

۵۔ بھرپور مثالی وقار عمل کا اہتمام کیا جائے۔
کم از کم دو ماہ میں ایک مرتبہ جس میں سب
خدام شامل ہوں۔ اور جو کام کرنا ہے اس
کا مکمل منصوبہ قبل از وقت بنایا جائے۔

خطاب کے بعد محترم صدر صاحب نے دعا کرائی اور
اس طرح یہ پُر اثر روحانی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔
گزشتہ سالوں کی نسبت امسال خدا تعالیٰ کے فضل
سے حاضری اچھی رہی۔

۲۸۵ خدام، ۹۴ اطفال، ۸۰ انصار اور
۲۲ مستورات۔ کل ۴۸۱ افراد نے اس تقریب میں
شرکت کی۔ تقریب کے جملہ انتظامات خدام نے
خود سرانجام دیئے اور ہر خادم نے اپنی اپنی ڈیوٹی نہایت
احسن طریق سے نبھائی۔

داؤد شاکر
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور۔

بقیہ صفحہ ۔ طاہر کبڈی ٹورنامنٹ

علاوہ مکرم بشیر احمد صاحب شمس معتمد مرکزیہ اور لائلپور
سے تشریف لائے۔ خدام نے بڑے خلوص اور شوق سے کام
کیا۔ مکرم سمیع اللہ صاحب سیال مہتمم صحت جسمانی خدام الاحمدیہ
مرکزیہ اس ٹورنامنٹ کے نگران اعلیٰ تھے اور ٹورنامنٹ کے
ابتدائی انتظامات میں انکی کوششوں کو خاص دخل تھا لیکن افسوس ہے
کہ انکی اچانک بیماری کے باعث ٹورنامنٹ سے صرف دو دن
قبل یہ انتظامات مکرم عبدالرشید صاحب غنی کے سپرد کئے گئے۔
اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور ٹورنامنٹ کو آئندہ اور زیادہ

مبلغِ اسلام کے قلبی جذبات کی ترجمانی

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو ٭ جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑینگے ہم حق کو آشکار ٭ رُوئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

(مکرم خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی)

دنیا والو! مجھے جانے دو۔ نہ روکو۔ مَیں جا رہا ہوں۔ دُور! بہت دُور۔ سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں میل دُور۔ آج کی دنیا میں حق و باطل کے درمیان عظیم اور آخری معرکہ ہے۔ ادھر اور اُدھر، یہاں اور وہاں۔ ایک مقام پر نہیں دنیا کے دیگر تمام ملکوں میں بھی عظیم الشان روحانی جنگ بپا ہے آج افواجِ باطلہ کو کثرت پر ہی نہیں اپنے سازو سامان پر بھی ناز ہے مگر کفر کی فوجوں۔ تثلیث کے پجاریوں سے نبرد آزما ہونے والے فرزندانِ توحید قلیل۔ نہایت ہی قلیل ہیں لیکن تائید ربانی انہیں حاصل ہے ملائکۃ اللہ ہر دم ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اسلام کے منادوں کے ہاتھ میں آسمانی تلوار (قرآن کریم) کے سوا دنیا کی کوئی چیز نہیں۔ طاغوتی طاقتیں انہیں گھورتی اور خوفزدہ کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہیں مگر یہ اللہ کے سچے دین کیلئے روحانی سپاہی قطعاً گھبراتے نہیں اور نہ ہی کسی طاقت سے مرعوب اور خوفزدہ ہونے والے ہیں۔

دنیا والو! مَیں دینِ حق کے جاں نثار سپاہیوں اور منادوں میں سے ایک ہوں۔ میرے عزائم پختہ اور میری ہمتیں بلند۔ بلند تر ہیں۔ مجھے مسیح الزمان علیہ السلام کے ذریعہ ایک نئی زندگی ملی ہے۔ میں یہ زندگی خدا تعالیٰ کے مقدس دین کی خاطر قربان کرنا چاہتا ہوں مگر یونہی نہیں۔ بلکہ میدانِ کارزار میں کوئی عظیم کارنامہ سرانجام دیکر۔ مَیں بخوبی جانتا ہوں اور تاریخ کے اوراق بھی اِس امر کے زندہ گواہ ہیں کہ ازمنہ ماضیہ میں جنہوں نے راہِ حق میں مال و زر لٹایا اور اپنی جانیں حق و صداقت کی سربلندی کے لئے نچھاور کر ڈالیں۔ ایسے ہی جاں نثاروں کی عدیم المثال قربانیوں کے نتیجہ میں حق کا بول بالا ہوا اور کفر کا پرچم سرنگوں ہوا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

حق کو سدا پسند ہیں مردانِ حق پسند
ممکن نہیں کہ پرچمِ باطل ہو سربلند

میرے دوستو اور بھائیو! اعلائے کلمۃ الحق

کے لئے روانگی کے وقت تم نے اپنی الفت و محبّت اور دینی عقیدت کا ثبوت دینے کے لئے مجھے پھولوں کے ہار پہنائے ہیں مَیں تمہارے اِس دینی جذبہ کی تہِ دل سے قدر کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مگر ـــــ مَیں تو رضائے الٰہی کے ہار کا طالب ہوں جو مجھے خدمتِ دین اور جاں نثاری کے صلہ میں نصیب ہوگا۔

مَیں دنیا والوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری راہ میں خاردار جھاڑیاں ـــــ پُرخطر جنگلات اور فلک بوس پہاڑ حائل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی مَیں دریاؤں اور تلاطم خیز سمندروں کی پرواہ کرتا ہوں۔ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ انہیں عبور کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچوں گا۔ اگر کوئی ناؤ اور بحری جہاز دوسرے پار کرنے سے گریز کرے گا یا اور کوئی روک میری راہ میں حائل ہوگی تو مَیں تب بھی ہمّت نہ ہاروں گا۔ میرے ساتھی (دیگر مجاہدینِ اسلام) ہزاروں میلوں کی مسافت طے کرتے ہوئے مختلف ممالک و دیار میں پہنچ کر تبلیغِ دین میں شب و روز مصروف ہیں۔ ان کے کارنامے محیّر العقول اور ان کی قربانیاں قابلِ رشک ہیں۔ جن سے کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی عظیم الشان قربانیوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ عصرِ حاضر میں کس طرح اسلام کے اِن منادوں اور احمدیت کے فرزندوں نے سالوں سال اپنے عزیز وطنوں کو تیاگ دیا۔ اور اپنے واجب الاحترام ماں باپ اور پیارے بیوی بچّوں کو تبلیغِ دین کی خاطر اتنا طویل عرصہ چھوڑا۔ پھر مَیں اپنے ان بھائیوں کی راہ کیوں اختیار نہ کروں۔ مَیں نے محض خوشنودیٔ مولیٰ کے لئے تبلیغِ دین کی خاطر کمر باندھی ہے اور خدا تعالیٰ کا نام لے کر چل پڑا ہوں۔

میرے روحانی آباؤ اجداد نے اسلام کی خاطر بہت کچھ کیا۔ جائیدادیں چھوڑیں، وطنوں کو خیرباد کہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دینِ حق کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیا۔ جس کا ثمرہ ربّ العزّت نے انہیں یہ دیا کہ ہمیشہ کے لئے انہیں زندہ کر دیا۔ ان کی یاد تازہ، ان کے عدیم النظیر روحانی کارنامے درخشندہ اور زندہ جاوید ہیں۔ جس طرح آج ہزاروں نہیں لاکھوں اللہ والوں کے قلوب میں ان کی محبّت جاگزیں اور ان کی عزّت و توقیر ہر قلبِ مومن میں ودیعت کی گئی ہے اور وہ ان پر درود و سلام بھیجنا اپنے لئے باعثِ سعادت خیال کرتا ہے۔ اسی طرح آنے والی نسلیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء کے زمانہ کے دین کے فدائیوں کو ادب و احترام کی نظر سے دیکھیں گی اور ہر آن اُن پر سلام

بھیجیں گی۔

میرے دوستو! میری دلی تمنا ہے کہ کاش میرے ہاتھوں بھی کچھ کام ہو جائے تا میں بھی مجاہدین اسلام کی صف میں شمار کیا جا سکوں۔ میں نے دُنیا دیکھی اور اس کے کاروبار کو دیکھا ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ دنیا کے کاروبار سے کہیں بڑھ کر دین کی خدمت کو سرانجام دینا ہے۔ میں قبولِ احمدیت کے وقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکا ہوں اسی لئے تو میں نے خدا تعالےٰ کے دین کی خاطر زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اب میں جا رہا ہوں۔ دُور! بہت دُور۔ ہزاروں میل دُور ـــــ اُس ملک و دیار میں جہاں تاریکی کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے دکھائی دیتے ہیں جہاں نور کی ایک بھی کرن نظر نہیں آتی۔ میرے ہاتھ میں اسلام کی مشعل ہے جو اپنے ساتھ لئے جا رہا ہوں تا ظلمت کدوں میں بسنے والے لاکھوں آدم کے بیٹوں کو اس کے ذریعہ روشنی کا پیغام دے سکوں۔ میرے دوسرے ہاتھ میں اسوۂ نبوی کی درخشندہ تصویر ہے جسے دکھا کر میں پژمردہ روحوں کو ابدی حیات کا درس دینے نکل کھڑا ہوا ہوں۔ میں جانتا ہوں میری بساط کچھ بھی نہیں مگر میں اس بات پر کامل یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ میرا قادر و توانا خدا مجھ جیسے ناچیز سے معجزہ کا سا کام لینے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ مجھے توفیق دیگا کہ میں لاکھوں بھولے بھٹکے انسانوں کو راہِ مستقیم پر لے آؤں۔ میں کسی ذاتی غرض اور مقصد کے لئے اتنی مسافت طے کرنے کے لئے روانہ نہیں ہو رہا ہوں میں تو اللہ تعالیٰ کے دینِ حق کا سپاہی ہوں میں افواجِ باطلہ سے روحانی جنگ لڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا ہوں جس طرح دیگر تاریک ملکوں میں میرے ساتھیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسلام کی فتح و کامرانی کا سامان پیدا کر دیا ہے اسی طرح اس حقیر بندے سے بھی وہ قادر خدا حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا کرے گا۔ پس میں اپنے مولیٰ کریم کی مقدس ذات پر توکل کر کے اپنی منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں ہوں۔ میرے بھائیو! مجھے اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھو، میری کامیابی کے لئے دُعائیں کرو۔ دُعائیں کرو کہ میں پُرظلمت ملک کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجھے بھیجا ہے اُس ملک کے لاکھوں باشندوں کو اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی توفیق بخشے اور میری حقیر سی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہوں تا میرا شمار بھی صحیح معنوں میں اُن خادمانِ اسلام میں ہو جنہیں تاریخ کبھی بھی نظر انداز نہ کرے گی اور نہ ہی آئندہ آنے والی نسلیں انہیں فراموش کرنے پائینگی۔

اسلام زندہ باد!

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

"یوم مسیح موعودؑ" کے موقع پر تقریری مقابلہ

کھاریاں میں "یوم مسیح موعودؑ" کے موقع پر خدام کا ایک تقریری مقابلہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل عنوانات پر مختلف خدام نے تقاریر کیں۔ (۱) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسولؐ۔

اس مقابلے کے نتائج درج ذیل ہیں :-

اول :- ظفر احمد ظفر صاحب - دوم :- خالد محمود صاحب - سوم :- (۱) محمود احمد صاحب (۲) مبارک احمد صاحب

خدام نے بڑے جوش و خروش سے اس مقابلے میں حصہ لیا منصفی کے فرائض ناظم تعلیم محمد سلیم صاحب چیمہ اور محمد سمیع صاحب طاہر قائد مجلس خدام الاحمدیہ کھاریاں نے انجام دیئے۔

ظفر احمد
سیکرٹری مجلس حسن بیان شعبۂ تعلیم۔ کھاریاں

de Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah: Monthly KHALID Rabwah Regd. No-L 5830 April 1971